ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۳	ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ / مارچ ۲۰۱۰ء	جلد : ۱۸

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلٰی	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب،متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت،بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ،افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۴
قیامِ پاکستان اور مسلمانانِ برصغیر کے لیے...	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۷
حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۳۳
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۸
انگریزی کا جادُو	حضرت مولانا عبدالماجد صاحبؒ دریا آبادی	۴۳
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۸
اِسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ	جناب محمد ندیم رضا صاحب	۵۰
دینی مسائل		۵۳
تقریظ وتنقید		۵۶
اخبار الجامعہ		۶۱

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل
(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں
(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں
(۴) کتب خانہ اور کتابیں
(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

گزشتہ ماہ علاقہ ''مریدکے'' کی مسجد کے ایک امام صاحب تشریف لائے ہوئے تھے اُن کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ ایک دِن وہاں کی کسی مِل کا کارکن میرے پاس آیا اَور کہنے لگا کہ ''مولانا صاحب کوئی ہتھیار پسٹل کلاشنکوف تو لادِیں'' میں نے پوچھا کہ کیا میں تم کو سمگلر نظر آرہا ہوں جاؤ اپنا کام کرو اَور یہ بتلاؤ کہ اِس کا کیا کروگے کہنے لگا ''جناب گھر میں بچے پالنے کے لیے کچھ دَھندا کریں گے محنت مزدوری میں کیا ملتا ہے ایک ماہ بعد ٹھکیدار ساڑھے چار ہزار روپیہ ہاتھ پر رکھ دیتا ہے اِس سے کچھ بھی نہیں بنتا جو لوگ کام دَھندا کرتے ہیں کچھ کما کر اپنی ضرورتیں پوری کر لیتے ہیں۔''

ایک محنت کش اپنی اِس گفتگو میں ایک عالمِ دین کے سامنے اپنی پریشانیوں پر بے بسی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے باغیانہ جذبات کا اِظہار کر رہا ہے یہ بظاہر ایک شخص کی گفتگو ہے مگر درحقیقت لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں بے روزگاروں کی ترجمانی ہے اِن کا مستقبل تاریک ہے اَور کوئی اِن کا پرسانِ احوال نہیں، قومی دولت میں اُن کا کم اَز کم جو حق بنتا ہے اُس سے بھی اِنہیں محروم کر دیا جاتا ہے۔ برسوں سے جاری استحصال نے اِن کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اِس مرحلہ پر قادیانی آغا خانی یہود و نصارٰی کے زیرِ سرپرستی چلنے والی این جی اَوز حرکت میں آتی ہیں اَور بھیڑ کے رُوپ میں بھیڑیے اِن کے اِیمان پر ڈاکے ڈال کر دُنیا کے ساتھ ساتھ اِن کی آخرت بھی برباد

کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں کفر واِرتداد بھی پروان چڑھ رہا ہے اَور قتل و غارتگری کا بازار بھی گرم ہو رہا ہے۔

قومی سرمایہ کو لُوٹ کر دولت کے اَنبار لگانے والے اِس کو اپنی کامیابی تصور کر رہے ہیں مگر بالآخر وہ بھی زمین پر آ رہیں گے۔ جب بنیادیں ہی نہ رہیں گیں تو سونے چاندی کی اِینٹیں کس کام آئیں گیں۔

مزدور اَور محنت کش طبقہ معاشی قوت کا اہم عنصر ہے اِس کے استحکام کے بغیر معاشی ترقی اَور اُس کے تسلسل کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا نبی علیہ السلام ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی خاص طور پر ہدایت فرماتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہے :

''تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں تو جس شخص کے ماتحت اللہ تعالیٰ اُس کے بھائی کو کر دیں تو اُس کو چاہیے کہ جو خود کھائے وہ اُس کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہ اُس کو بھی پہنائے اور اُس کی برداشت سے زیادہ کاموں کا بوجھ اُس پر مت ڈالے، اگر کاموں کا بوجھ زیادہ ہو تو اُس کا ہاتھ بٹائے۔'' (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۹۴)

جبکہ اِس کے برخلاف پاکستان میں آنے والی ہر سیاسی اَور فوجی حکومت نے مزدُور کی جائز اُجرت کا کوئی قانون وضع نہیں کیا اَور اُن کو استحصالی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑے رکھا یہی وجہ ہے کہ دِن بدن ملکی اِقتصادی حالت تیزی سے گرتی چلی جا رہی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے چار روز قبل بیواؤں کے حق میں اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :

'' اگر اللہ نے مجھے زندگی دی تو (دُور بہت دُور) عراق کی بیواؤں کے لیے (گزارہ الاؤنس کا) ایسا اِنتظام کردُوں گا کہ میرے (وفات پا جانے کے) بعد وہ کبھی کسی مرد کی محتاج نہ رہیں گی۔'' (بخاری شریف ص ۵۲۳)

حضرت عمرؓ کے غلام اسلم کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار گیا وہاں آپ سے ایک جوان خاتون ملیں اَور کہنے لگیں اے امیر المؤمنین میرے شوہر کی وفات ہو چکی ہے اَور چھوٹی بچیاں چھوڑ گئے ہیں اللہ کی قسم پکا کر کھانے کو جانور کے پائے تک نہیں ہیں نہ کھیتی اور نہ ہی دُودھ والا کوئی جانور، مجھے ڈر ہے کہ یہ بھوکے مر جائیں گے۔ (پھر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا) میں خفافؓ بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اَور میرے

والد نبی علیہ السلام کے ساتھ حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُس خاتون کے پاس کچھ دیر کھڑے رہے پھر فرمایا مرحبا تمہارا خاندانی تعلق قریبی ہے اَور پھر ایک قوی اُونٹ کی طرف گئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اُس پر غلے کے بھرے ہوئے دو بورے لاد دے اُن کے درمیان دیگر سامان اَور کپڑے لاد دیے اَور اُس کی لگام پکڑاتے ہوئے فرمایا کہ اِسے لے جاؤ یہ ختم نہیں ہو پائے گا کہ اللہ تعالیٰ مزید مال عطاء فرمائیں گے۔ ایک صاحب نے فرمایا اے امیر المؤمنین آپ نے اِس کو بہت دے دیا تو اُنہوں نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے میں نے اِس کے باپ کو اَور بھائی کو دیکھا کہ اُنہوں نے کافی عرصہ ایک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا پھر اُسے فتح کر لیا پھر ہم اُن دونوں کا حصہ طلب کرتے جو فَئی کے مال میں سے تھا۔ (بخاری شریف ص ۵۹۹)

کسی موقع پر ایک صاحب کسی پڑے ہوئے نامعلوم بچہ کو لائے اَور آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے ضروری تحقیق کے بعد اُن ہی کی سپرد داری میں دیتے ہوئے فرمایا اَذْهِبْ فَعَلَيْنَا نَفَقَتُهٗ اِس کو لے جاؤ ہمارے ذمہ اِس کا خرچہ ہے۔ (بخاری شریف ص ۳۶۶)

اُن کے اِس عزم سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ روزِ اوّل سے اِسلام دُور دراز کے بے روزگاروں کو اُن کا وظیفہ معاش اُن کے گھر کی دہلیز تک پہنچاتا بھی ہے اَور اِس میں معمولی سی تاخیر بھی گوارا نہیں کرتا۔

اِسلام کے بعض ایسے ہی اصولوں کو بہت سی کافر حکومتیں اپنا کر کثیر دُنیاوی فائدے حاصل کر رہی ہیں جبکہ ہمارے یہاں کے پردیسی پڑھے لکھے جاہل حکمران پردیسی پٹی آنکھوں پر چڑھائے مغرب کی زیر سرپرستی پوری قوم کو بنی اسرائیل بنانے پر فخر محسوس کرتے ہیں اَور خدا سے نہیں ڈرتے۔ اگر مہنگائی و بیروزگاری اَور بے جا ٹیکسوں کا سلسلہ اِسی طرح جاری رہا اَور دُوسری طرف سے حکمرانوں کی عیش پرستی اَور مستی روز اَفزوں رہی تو وہ دِن دُور نہیں کہ فاقہ مست عوام کا سیلابی ریلہ آناً فاناً سب کو بہالے جائے اور بجز کفِ اَفسوس ملنے کے کچھ باقی نہ رہے، دُعا ہے کہ اَندھیروں میں بھٹکتے عوام و حکمرانوں کو اِسلام کی روشن کرنوں کی قدر نصیب بھی ہو جائے اَور ہضم بھی ہو جائے۔

مولای صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا — درس حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلّہم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

علاج معالجہ کر لینا چاہیے مگر شفاء صرف اللہ دیتا ہے

تعویذات پر ابنِ مسعودؓ اور اُن کی اہلیہؓ میں مکالمہ، جنات اور جادُو کا دفعیہ جائز ہے

زمانۂ جاہلیت کے تعویذات اَور جھاڑ پھونک شرکیہ چیزیں ہیں اِسلام کے زمانہ کی جائز ہیں

مدفون جادُو کو نکال کر بے اَثر کرنا

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 61 سائیڈ A 1986 - 08 - 22)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے یہ کہ دَوا کی جائے، دواؤں میں یہ ذکر آتا ہے کہ فلاں دَوا اَور نام لیے گئے کہ اُس کی یہ تاثیر ہے ایک طریقۂ علاج دُنیا میں چلا آرہا ہے تعویذات وغیرہ کے ذریعے سے بھی، پہلے زمانے میں جو تعویذات ہوتے تھے وہ تو کفریہ کلمات پر مشتمل تھے رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے منع فرما دیا کہ اِن کا استعمال نہ کرو۔

حضرتِ عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی اہلیہ محترمہ ہیں اُن کا اسمِ گرامی ہے زینب وہ فرماتی ہیں کہ عبداللہ آئے اُنہوں نے میری گردن میں ایک دھاگا دیکھا پوچھنے لگے یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ یہ دھاگا ہے پڑھا گیا ہے اِس پر، کہنے لگیں کہ اُنہوں نے لیا اَور اُسے کاٹ دیا اِرشاد فرمایا کہ تم عبداللہ کے

گھرانے والو یہ شرک سے مُبَرَّاء ہیں افعالِ شرک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے اِرشاد فرمایا اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ یہ رُقیہ جھاڑ پھونک تَمِیْمَۃٌ تعویذ یعنی جو گردن میں لٹکا دیا جائے اَور تِوَلَۃٌ یہ تِوَلَۃٌ بھی ایک طرح کا دھاگا پڑھا جاتا تھا اَور عورتیں پڑھواتی تھیں اپنے لیے کہ شوہر کی نظرِ اِلتفات اِس طرف رہے۔ یہ تمام چیزیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادی تھیں وہ فرمارہے ہیں اِس لیے تم نہ کرو بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ شِرْکٌ یہ اَفعال جو ہیں یہ شرک ہیں۔ یہ فرمانے لگیں کہ میں نے کہا کہ آپ یہ باتیں کہہ تو رہے ہیں لیکن میرے ساتھ ایک تجربہ گزرا ہے وہ یہ ہے کہ میری آنکھ میں تکلیف ہوجایا کرتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی وہ یہودی اُس پر دَم کر دیتا تھا، اُس کے بعد سکون ہوجاتا تھا وہ تکلیف جاتی رہتی تھی۔

حضرتِ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہ شیطانی کام تھا اِس کی جھاڑ پھونک سے وہ (عارضی طور پر) رُک جاتی تھی لیکن جھاڑ پھونک یہودی کی خدا جانے جائز کلمات سے ہوتی تھی یا ناجائز کلمات سے ہوتی تھی اِنَّمَا کَانَ یَکْفِیْکِ اَنْ تَقُوْلِیْ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِتنا کافی تھا کہ جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے وہ کلمات تم پڑھ لو اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا [1] یہ شدت دُور فرمادے رَبَّ النَّاسِ اے لوگوں کے پروردگار وَاشْفِ اَور شفاء عطاء فرما اَنْتَ الشَّافِیْ تو ہی شفاء دینے والا ہے لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ تیری ہی شفاء فقط شفاء ہے باقی کسی سے شفاء حاصل ہو ہی نہیں سکتی تو ایسی شفاء عطا فرما لَا یُغَادِرُ سَقَمًا جو کوئی بیماری نہ چھوڑے مکمل شفاء عطا فرما۔ یہ کہہ لیا کرو یہ کافی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کے کلمات ہیں۔

اَثرات کا دفعیہ جائز ہے :

اِسی طرح سے ایک طریقہ تھا نُشْرَۃٌ اَور نُشْرَۃٌ یہ دفعیہ کو کہا جاتا تھا دفاع کرنا دفعیہ کرنا کسی چیز کا اَور جن کا دفعیہ ہو وہ بھی نُشْرَۃٌ، جادُو کا ہو وہ بھی نُشْرَۃٌ اَور جادُو بغیر جن کے عمل دخل کے ہوتا نہیں اِس میں شیطانی قسم کی چیزیں جو ہیں وہ استعمال میں آتی ہیں۔ تو اُس زمانے میں جو اُن کی دُعائیں تھیں اُن میں کوئی احتیاط شرک وغیرہ کی تو تھی ہی نہیں وہ اِن کے ذریعے سے دفاع کیا کرتے تھے مدافعت کرتے تھے جن کی ہو یا

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۳۸۹

جادُو کی۔ تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے اِرشاد فرمایا کہ یہ شیطانی کام ہے **فَقَالَ ھُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ**[1] تو کچھ حضرات نے تو اِس کا بعینہٖ یہی مطلب لیا خصوصًا جو حضرات ردِّ بدعات میں بہت آگے بڑھ گئے اُنہوں نے اِسی طرح کا مطلب لیا ہے کہ یہ جائز ہی نہیں چاہے جائز دُعاؤں کے ذریعے سے ہو۔ آج سعودی عرب میں کوئی گلے میں تعویذ نہیں ڈال سکتا کسی بچے کے بھی نہیں ڈالا جا سکتا اگر وہ دیکھ لیں گے تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ شرک ہے اَور کاٹ دو۔

جھاڑ کا ترجمہ نہیں کیا جاتا :

دُوسری طرف دُوسری روایات دیکھی جائیں جو صریح روایات اَور صحیح اَحادیث ہیں بلکہ بخاری شریف میں آتی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ جواز ہے اِسی طرح رسول اللہ ﷺ سے دُوسری روایت میں جو آتا ہے بچھو کی جھاڑ تو جھاڑ کے اَندر کلمات ایسے استعمال ہوتے ہیں جن کا ترجمہ کسی کو بھی نہیں آتا مطلب ہی نہیں سمجھ میں آتا تو ایسے کلمات کہ جن کا مطلب سمجھ میں نہ آتا ہو اگر اہل اللہ نے استعمال کیے ہیں علماء نے استعمال کیے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔

ایک لفظ آتا ہے تعویذات میں بھی لکھا جاتا ہے **اَھْیًا اِشْرَاھِیًا** یہ چلا آرہا ہے علماء بھی استعمال کرتے آئے ہیں **بُدُّوحٌ** یہ استعمال کرتے آئے ہیں اَور کچھ ایسے بھی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے کہ جناب یہ ہے جس سے ہم جھاڑتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں صحیح قرار دیا کہ ٹھیک ہے کرتے رہو ایسے ہی **شَجَّةٌ قَرْنِیَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفْطَةٌ** اَب اِس کا ترجمہ کوئی سمجھ میں نہیں آتا الگ الگ لفظوں کا ترجمہ کیا جائے تو ہو جائے گا لیکن عبارت کا مطلب نکالا جائے تو کچھ بھی نہیں سمجھ میں آتا بلکہ **قَفْطَةٌ** اُس کے بارے میں بھی تحقیق ہی کی جائے گی کہ کیا مطلب ہے؟ مگر یہ مفید ہے جھاڑ کے لیے بچھو کاٹے کی اَور رسول اللہ ﷺ نے بتلائی کہ یہ ٹھیک ہے تو وہ ٹھیک ہی ہے چاہے اُس کا مطلب نہ سمجھ میں آرہا ہو۔ تو دیکھا یہ جائے گا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے یا بعد کے علمائے کرام نے اُن چیزوں کو استعمال فرمایا ہے یا نہیں، اگر استعمال فرمایا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ٹھیک نہیں روک دیا جائے گا اُس سے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۹

قرآنی آیات یا سورة کو بطورِ جھاڑ پڑھا جا سکتا ہے :

اَور قرآنِ پاک کی آیات سے جھاڑ ثابت ہے سفر کرتے ہوئے صحابۂ کرامؓ ایک جگہ گزرے وہاں دیکھا اُن سے کہا کہ بھئی ہم لوگ جا رہے ہیں ہمارا وفد ہے یا قافلہ ہے تو تم لوگ حسبِ معاہدہ ہمارے کھانے پینے کا اِنتظام کرو، تو اِس طرح کے معاہدے تھے کہ اگر مسلمان اُدھر سے گزریں تو وہ لوگ مہمان نوازی کریں گے اَور اگر وہ لوگ اِدھر سے گزریں یا مسلمانوں کی بستی سے گزریں تو مسلمان مہمان نوازی کریں گے آپس میں کوئی تعلقات نہ ہوں پھر بھی معاہدہ ہونا کافی تھا۔ کون سے قبیلے کے ہیں کہاں سے آئے ہیں کون لوگ ہیں یہ پہچان ہو جائے تو اُس کے بعد اُن کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا تھا مگر اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں کھلاتے پلاتے اَب اِن کے پاس کہاں اِتنا راشن تھا کہ یہ کچھ کھا پی لیتے جس حال میں تھے رَہے۔ اَب اُس قبیلے کا سردار جو تھا اُس کے بچھو نے کاٹ لیا یا سانپ نے کاٹ لیا لُدِغَ اُس میں وہ بیتاب تھا دوائیں استعمال کیں کوئی فائدہ نہیں ہوا جو کچھ آس پاس کے لوگ جانتے ہوں گے جھاڑ پھونک بھی کی ہوگی فائدہ کوئی نہیں ہوا وہ کہنے لگے کہ یہ لوگ جو آئے ہوئے ہیں باہر ٹھہرے ہوئے اِن سے پوچھو اِن میں کوئی جھاڑنے والا ہو، تو اُنہوں نے آکر پوچھا تو ایک صحابی نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں جھاڑ، کہنے لگے پھر آؤ جھاڑ دو۔

ضرورت کی وجہ سے صحابی کا بلا معاوضہ جھاڑ سے اِنکار :

اِنہوں نے کہا ایسے نہیں جھاڑوں گا جب تک تم ہمارے سے طے نہیں کرو گے معاملہ، کیا چاہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا اِتنی بکریاں دو ہمیں۔ اَب اُنہوں نے مہمان نوازی سے اِنکار کر دیا تھا لہٰذا اُن سے بات یہ کی جا سکتی تھی اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے اِتنی دے دیں گے جتنی مانگتے ہیں قَطِیْعَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ بکریوں کا ایک ریوڑ پچیس کا ہو تیس کا ہو جس پر بولا جاتا تھا اُس محاورے میں عرفِ عام میں وہ طے ہو گیا اَب یہ گئے اَور اِسی طرح سے تُھتکارتے رہے پڑھتے رہے تُھتکارتے رہے کوئی لعاب بھی گویا اُس کے ساتھ لگتا رہا اُس کے جسم کو، چند مرتبہ اِنہوں نے پڑھا اُس سے وہ ٹھیک ہو گیا ایسے ہو گیا کَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ جیسا کہ اُس کے کوئی بند تھا وہ کُھل گیا اَور چلنے لگا کوئی بے چینی نہیں تھی ٹھیک ٹھاک وَمَا بِهٖ قَلَبَةٌ [1] اُنہوں نے اپنا جو تھا وعدہ پورا کیا، یہ آ گئے۔

---

[1] بخاری شریف ص ۸۵۶

ذہنوں میں جھاڑ پھونک کی قباحت کی وجہ :

حدیث شریف میں ایک جملہ آتا ہے کہ ہم میں سے ایک صاحب بولے کہ میں یہ جھاڑ جانتا ہوں اَور مَاکُنَّا ...... بِرُقْیَتِہٖ ہم اُن کے اُوپر یہ اِتہام نہیں لگا سکتے تھے یہ عیب نہیں لگا سکتے تھے کہ وہ جھاڑ پھونک جانتے ہیں یعنی مسلمانوں کے ذہن میں جھاڑ پھونک کی طرف سے ایسا بُعد پیدا ہو چکا تھا رسول اللہ ﷺ کی اِن تعلیمات اَور اِن اِرشادات کی وجہ سے کہ اُنہوں نے کہا کہ یہ عیب ہم اُس پر نہیں لگا سکتے تھے کہ وہ جھاڑ پھونک جانتا ہو۔

دَم کرنے کی اُجرت جائز ہوئی یا نہیں :

اَب کچھ نے کہا کہ (یہ اُجرت) اِستعمال کرلو کچھ نے کہا کہ ابھی ٹھیک نہیں ہے، ذرا رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں گے کہ یہ جو ہم نے قرآنِ پاک پڑھا ہے آیتیں پڑھ کر دَم کی ہیں اَور پھر اُس پر انہوں نے یہ ایک طرح کی اُجرت لی ہے اَور طے کر کے لی ہے یہ ہمارے لیے جائز ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے تو جنابِ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب پہنچنا ہوا دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا پڑھا تھا تم نے، تو اِنہوں نے بتادیا کہ میں سورۂ فاتحہ پڑھتا رہا اَور اِس طرح سے تُھتکارتا رہا پڑھتا رہا اَور تُھتکارتا رہا تو اُس سے وہ ٹھیک ہوگئے رسول اللہ ﷺ ہنسے بھی ہیں اِس واقعہ پر اَور پھر یہ بھی دریافت فرمایا کہ تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ جھاڑ کا کام بھی دیتی ہے یہ سورۂ فاتحہ مَا یُدْرِیْکَ اَنَّھَا رُقْیَۃٌ [1] اَب اُس میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ آتا ہے تو تمام چیزوں میں مدد خدا سے لی جاسکتی ہے اِسی آیت پر نیت کرلی ہو بیماری کے دُور ہونے کی کسی اَور آیت پر نیت کی گئی ہو بیماری کے دُور ہونے کی پوری سورت پر نیت کرلی ہو تو فائدہ بہرحال اُس سے ہوگیا۔

نبی علیہ السلام کا جواب :

رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے اُسے منع نہیں فرمایا بلکہ اُس پر رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے جب یہ قصّہ سُنا تو اِس پر ہنسی آئی اَور جو کچھ اُنہیں مِلا تھا اُس کو جائز قرار دیا جو کچھ لیا تھا اِرشاد فرمایا وہ ٹھیک ہے۔

---

[1] بخاری شریف ص ۸۵۴

تو اِس پر ایک اَور حدیث آتی ہے اُس میں ہے اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ [1] اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ سب سے زیادہ اِس بات کا حق کہ تم اُس پر اُجرت لو وہ کتاب اللہ ہے کیونکہ عقلاً یہ ہے کہ کتاب اللہ قیمتی چیز ہے اُس کے اُوپر جو بھی کچھ تم لے لو وہ دُرست ہوگا وہ کم قیمت ہی ہوگی اُس کی پوری قیمت تو کوئی دے ہی نہیں سکتا ہے۔ تو اِس وجہ سے ہمارے یہاں جو غیر مقلد لوگ ہیں وہ بھی تعویذ دیتے ہیں جھاڑ پھونک کرتے ہیں عملیات کرتے ہیں کوئی اُس میں وہ عیب نہیں سمجھتے۔

خود آپ ﷺ نے مدفون جادُو کو نکال کر بے اَثر کیا :

پھر خود آقائے نامدار ﷺ پر جب جادُو ہوا ہے تو اُس وقت وہ آیتیں اُتریں دو سورتیں اُتریں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لے گئے بتایا گیا کہ فلاں جگہ وہ چیزیں مدفون ہیں وہاں سے وہ چیزیں نکالی گئیں اُس میں یہ بھی سمجھ میں آتا ہے اِس سے کہ جادُو کی جو چیزیں مدفون ہوتی ہیں وہ نکالنی پڑتی ہیں اُن کو بے اَثر کرنا بڑا ضروری ہے پھر وہ اَثرات ختم ہو جاتے ہیں وہ کسی بھی طرح بے اَثر ہو جائیں۔

جادُو کو جادُوگر پر پلٹ دینا :

اَور دُوسرا طریقہ جو ہے وہ ہے لَوٹ دینے کا۔ اُس حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا اَفَلَا تَنَشَّرْتَ کیا آپ نے نُشْرَۃْ نہیں کیا مطلب ہے دفاع نہیں کیا مدافعت نہیں کی مدافعت کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اُدھر سے وہ، اِدھر سے اُس کے مقابلے میں زور لگایا جائے اَور لَوٹ دیا جائے عمل۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اَمَّا اللّٰہُ فَقَدْ شَفَانِیْ اللہ تعالیٰ نے مجھے تو شفاء دے دی وَکَرِھْتُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا یہ میں نے پسند نہیں کیا کہ لوگوں پر ایک شر پیدا کروں اَور لوٹنے میں یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ کہتے کہ اِنہوں نے جادُو کیا ہے یا اَور کوئی چیز اِس قسم کی پیدا ہو جاتی یا اُس کا نام واضح ہو جاتا تو اُس سے ایک طرح کی خرابی پیدا ہو سکتی تھی تو بہر حال اللہ تعالیٰ نے مجھے تو شفاء دے دی۔

---

[1] بخاری شریف ص ۸۵۴

خواب میں دوفرشتوں کے ذریعہ جادُو کی اطلاع :

تھا کون وہ (خبر دینے والا) تو دوفرشتے (آپ کے خواب میں) اللہ نے بھیجے (انہوں نے باہم) گفتگو کی اِس گفتگو میں صاف پتہ چل گیا تھا رسول اللہ ﷺ کہ کس نے کیا ہے مَنْ طَبَّہٗ تو لبید ابنِ اعصم یہودی نے کیا ہے، کہاں ہے وہ بِئْرِ ذِیْ اَرْوَانْ میں ہے، کس کس چیز میں ہے؟ اِن اِن چیزوں میں ہے مُشْط ہے مُشَاطَۃٌ ہے اور جُبِّ طَلْعِ نَخْلَۃٍ ذَکَرٍ[۱] مذکر کھجور کے خوشے کا خول وہ لے کر اُس میں یہ چیزیں کی گئیں وہاں جناب تشریف لے گئے اَور وہاں سے وہ چیزیں نکال لیں۔

جہالیت کے عملیات شرکیہ ہیں اِسلامی دَور کے نہیں :

تو اِن چیزوں سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جو بھی کلمات ممانعت کے آئے ہیں اَور اُن میں بتایا گیا ہے کہ یہ کام شرک ہیں وہ وہ ہیں کہ جو زمانۂ جاہلیت میں ہوا کرتے تھے زمانۂ اِسلام میں پھر جو چیزیں ہونے لگیں اُن کے بارے میں یہ نہیں ہے کہ اُنہیں شرک سمجھا جائے بلکہ وہ جائز ہیں۔

جادُو سے ہونے والی مردانہ کمزوری کا علاج :

اَور رسول اللہ ﷺ نے جادُو کا علاج بھی بتلایا ہے وہ بھی حدیثوں میں آتا ہے کہ سورۂ فلق و سورۂ ناس اَور آیۃ الکرسی یہ پڑھتے جائیں بیری کے پتے لے لیں سات اُن کو کوٹتے جائیں اَور یہ پڑھتے جائیں پھر اُس کے بعد کچھ پی لیں اَور نہالیں تین دن ایسے کرلیں تو یہ خاص علاج ہے خاص طرح کے جادُو کا اُس میں یہ بھی تعلیم فرمائی گئی۔

علاج تدبیر ہے شفاء صرف اللہ دیتا ہے :

تو آقائے نامدار ﷺ نے علاج کے سلسلے میں دوائیں بھی بتلائی ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے تَدَاوَوْا دوا کرو تو اِس کو استحباب کا درجہ دیا جاتا ہے یا سنت کا مگر علاجِ ظاہری اَور تدابیر کو مطلقاً شافی سمجھ لینا تو یہ غلط ہے شفاء اللہ تعالیٰ دیتا ہے اَلبتہ ظاہری اَسباب میں ایک چیز کا اختیار کرنا یہ جائز ہے اَور ٹھیک ہے اِس کو منع نہیں فرمایا گیا۔ اَور اِسی طرح یہ دُوسرے طریقۂ علاج جو ہیں دواؤں سے ہٹ کر جھاڑ پھونک کے ذریعے اُس میں

---

[۱] بخاری شریف ص ۸۵۷ و ۸۵۸

بھی دونوں طرح کے کلمات ملتے ہیں لیکن پہلے کلمات جو ہیں اُن کا محمل ہے یہ کہ وہ زمانۂ کفر کی جو جھاڑ پھونک تھی اَور طریقے تھے وہ ٹھیک نہیں۔

کچھ ہندوانی طریقے :

یہ کان میں بُندہ ڈال لیتے ہیں اِسی طرح ہاتھ میں کڑا ڈال لیتے ہیں اَب یہ ہندوانی چیزیں ہیں یہ اِسلام کے خلاف ہیں یہ اُسی (شرکیہ کے) حکم میں آئیں گی جیسے ڈوڑا ڈال لیا جائے پڑھ کر اُس طرز کی چیزوں میں یہ آتا ہے تِوَلَۃٌ جسے کہتے ہیں۔ کان میں بُندہ لوہے کا چھلّہ وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں اُدھر کی ہیں اَور جادُو کی قسم سے تعلق رکھتی ہیں اِسلام نے وہ چیزیں ہٹا دیں اَور چیزیں اِس کے بجائے آگئی ہیں جو اِن سے زیادہ قوی ہیں اَور اِن کا دفعیہ بھی ہے اُس میں اِن کا اِزالہ ہے اِن سے شفاء ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح راہ پر چلائیں۔ اختتامی دُعاء ......

بقیہ : اِسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ

تو پھر ایک اِسلامی شخصیت کا حامل شخص کیسے آرام سے سو سکتا ہے جب تک کہ اللہ کا دین دوبارہ قائم نہ ہوجائے اَور ساری دُنیا میں اِسلام کا پیغام پہنچ نہ جائے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اگر کوئی شخص صرف اِنفرادی طور پر اِسلام پر چلنا چاہتا ہو جبکہ اُس کے اِرد گرد سارا نظام کفر کا ہو تو وہ کبھی نہ کبھی اِس پر اَثر اَنداز ہوگا اَور اُس کے لیے اِسلام پر چلنا اَور زیادہ مشکل ہوجائے گا لہٰذا اُس کے اپنے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اسلامی نظام کے تحت زندگی گزارے تاکہ انفرادی طور پر اسلام پر چلنے میں رُکاوٹیں حائل نہ ہوں۔ آج ضرورت اِس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو خوابِ غفلت سے نکالیں اپنی شخصیت میں موجود کفریہ اَفکار اَور خواہشات کو نکال باہر کریں اَور دین میں پورے پورے داخل ہوجائیں یہی اللہ تعالیٰ کا ہمیں حکم ہے : اے ایمان والو! اِسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اَور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ (سورہ بقرۃ آیت ۲۰۸)۔

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

☆ اُستاد کا احترام اُسی وقت تک ہے جب تک وہ صراطِ مستقیم پر ہے اَور جبکہ اُس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام اَور اِتباعِ سلفِ کرام کو چھوڑ دیا اور تمام مسلمانوں کے اَساتذۂ کرام کو چھوڑ دیا اَور باغیوں اَور غیر مقلدوں اور اہلِ ضلال میں شامل ہو گیا تو اُس کا کوئی احترام باقی نہیں رہا۔

☆ میرا پہلے یہ خیال تھا کہ تحریک اسلامی مسلمانوں کی علمی اور عملی، دُنیاوی اَور دینی کمزوریوں اور ان کے اِنتشارات کو دُور کرنے اور مسلمانوں کو منظّم کرنے تک ہی محدود ہے اگرچہ طریق تنظیم میں اختلاف رائے ہو، اِس لیے میں نے اُن کے خلاف آواز اُٹھانا یا تحریر کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اگرچہ افراد جماعت اور قائدِ جماعت کی طرف سے بسا اَوقات ناشائستہ کلمات تقریر اَور تحریر میں معلوم ہوئے مگر سب سے چشم پوشی کرنا ہی اَنسب معلوم ہوا مگر آج کہ میرے سامنے اطراف و جوانب ہندو پاکستان سے آنے والے مودودی صاحب کی تصانیف کے اِقتباسات کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور پانی سر سے گزر گیا ہے تو میں اِن کے دیکھنے اور سمجھنے سے مندرجہ ذیل نتیجہ پر پہنچنے میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

تحریک اِسلامی خلاف سلف صالحین مثل معتزلہ، خوارج، روافض، جہمیہ وغیرہ فرقِ قدیمہ اَور مثل قادیانی، چکڑالوی، مشرقی، نیچری، مہدوی، بہائی وغیرہ فرقِ جدیدہ ایک نیا اِسلام بنانا چاہتی ہے اور اُسی کی طرف لوگوں کو کھینچ رہی ہے، وہ اُن اصول و عقائد و اعمال پر مشتمل ہے جو کہ اہلِ سنت والجماعت اور اَسلاف کرام کے خلاف ہیں۔

(۱) وہ تفسیر بالرائے کی قائل ہے، ہر وہ پروفیسر جو کہ ملحدانِ یورپ اور اُن کی نئی روشنی کا حامل اور تھوڑی بہت عربی زبان سے واقف ہے، اُس کے نزدیک یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی رائے اور مذاق سے تفسیر کر کے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بنے، خواہ اُس کی تفسیر کتنی بھی سلفِ صالحین اَور اقوالِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہو۔

حالانکہ سب سے پہلے یہی فتنہ اِسلام میں پیدا ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحکیم پر اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کی تفسیر بالرائے کرکے بارہ ہزار کی جماعت نے بغاوت کی اور علیحدہ ہوگئی، اِس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھانے کے لیے بھیجا اَور فرمایا کہ قرآن ذُووجوہ ہے، اُن لوگوں کو سنت سے سمجھانا۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھایا جس پر آٹھ ہزار آدمی تائب ہوگئے مگر چار ہزار اپنی رائے اَور ضد پر قائم رہے اَور تکفیر وقتل کا بازار گرم کرتے رہے، یہی فرقہ ''خوارج'' کے نام سے مشہور ومعروف ہوا۔

اِس کے بعد اِس تفسیر بالرائے کی وباء اِس قدر پھیلی کہ نہ صرف مسئلہ تحکیم میں بلکہ دیگر مسائل میں بھی اپنی آراء کو عمل میں لایا گیا، مرتکب کبائر وغیرہ دیگر مسائل میں بہت زیادہ اَفراط وتفریط جاری ہوئی اور نہ صرف خوارج ہی تک محدودیت رہی بلکہ فتنہ ہائے معتزلہ، روافض، جہمیہ، کرامیہ، مجسمہ، مرجیہ وغیرہ اِسی تفسیر بالرائے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے۔ اہل سنت والجماعت ہمیشہ اتباع سنت اَور اَسلاف صالحین صحابہ کرامؓ اور اَفاضل تابعین کو پیشوا اَور رہبر بناتے ہوئے اپنی آراء اَور مذاق کو اُن ہی کے رنگ سے رنگ کر فائز المرام ہوئے اَور مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کی سند حاصل کرتے رہے بعینہٖ یہی واقعہ اَزمنہ اَخیرہ میں پیش آیا، نیچریہ، قرآنیہ، (اَتباع چکڑالویہ) قادیانیہ، خاکسار، بہائیہ وغیرہ نے بھی یہی تفسیر بالرائے کی اور اَپنی عقل و مذاق کو پیشوا بنایا اور نصوص کو اِس طرح کھینچا یا ترک کردینا اختیار کیا۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے اِسی کی پیش بندی کرتے ہوئے فرمایا تھا: مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَأْیِہٖ فَقَدْ کَفَرَ (اَوْ کَمَا قَالَ) کیا تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ اور اُن کے تلامیذ جن کی مادری زبان عربی تھی اَور جنہوں نے وحی ٔخداوندی کا مشاہدہ کیا تھا جناب رسول اللہ ﷺ کے وجودِ باوجود اَور آپ ﷺ کے اعمال وسنن کو دیکھنے والے تھے اَور تابعین جو مشاہدینِ وحی کے شاگرد رشید تھے، اُن کی تفسیریں تو بالائے طاق رکھ دی جائیں اور اُن کو مردود اَور غلط قرار دے دیا جائے اور اُن کے مقابلہ میں تیرہ سو برس کے بعد کے پیدا ہونے والے عجمی اشخاص جن کو زبانِ عربی اَور اُس کے اَدب اور اُصول دین وغیرہ میں کوئی مہارتِ تامہ بلکہ ناقصہ بھی نہ ہو صرف کیمرج یا آکسفورڈ یا کسی یونیورسٹی یا کالج کی ڈگریوں اَور معمولی عربیت کی بنا پر اُن کی تفسیروں کو معتمد علیہ قرار دے دیا جائے جن لوگوں کی عمریں زبانِ عربی اَور علومِ دینیہ پڑھتے پڑھاتے

گزر گئیں ہیں اُن کی تفسیر کو غلط اَور تاریک خیال قرار دے دیا جائے اور پروفیسرانِ علوم ملاحدہ یورپ کی ستم ظریفیوں کو مرادِ خداوندی اَور مقصودِ الٰہی بتایا جائے۔ کیا کوئی عقل منداَور کوئی قوم اِس بات کو روا رکھتی ہے کہ کسی فوجی کالج کے سند یافتہ کو انجینئرنگ کالج کے فارغ التحصیل کو اگرچہ اُن کی ڈگریاں کتنی ہی اُونچی کیوں نہ ہوں میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے اَور بیماروں کے معالجہ کو عمل میں لانے کی اجازت دی جائے گی؟ جبکہ وہ کسی میڈیکل کالج کی طبی سند بھی نہیں رکھتا۔ ہر شخص جانتا اَور سمجھتا ہے کہ ایسا کرنا اِنسانوں کو برباد کرنے کے مترادف ہے اَور یہ بجائے نفع کے مضرت اَور بجائے تعمیر کے تخریب کا باعث ہوگا۔ یہی حال ایسے مفسرین کی تفسیر بالرائے کا ہے کہ سلفِ صالحین کی تفسیر اور اُصولِ دینیہ کے خلاف بجائے ہدایت ضلالت اور گمراہی کا پیش خیمہ ہوگی۔

(2) وہ (جماعت) پیغمبر اِسلام حضرت خاتم النبیین ﷺ کو اپنے قیاسات اَور اٹکلوں پر چلانے والا بتلاتی ہوئی تاریخی واقعات کے ذریعہ سے اَحادیثِ صحیحہ اَور حسنہ کو ردی کی ٹوکری کی نذر کرتی ہے حالانکہ آیاتِ قرآنیہ اَور اَحادیثِ صحیحہ پیغمبروں کی جملہ تبلیغات کو وحی ٔخداوندی قرار دیتی ہیں، دُنیاوی مشوروں اور جزئیاتِ یومیہ اَور روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی پر اَخبار ہائے نبویہ اَور احکاماتِ سماویہ تبلیغیہ کو قیاس کرنا سراسر تلبیس اَور مخالفتِ نصوصِ قطعیہ ہے، اِبْتِدَاع فِی الدِّیْن کی کھلی ہوئی تجویز ہے۔

(3) وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سقیم یا صحیح غیر حقیقی المراد روایات کی بناء پر مثل روافض غیر قابل وثوق اَور ہدفِ ملامت بناتی ہے حالانکہ اُن ہی کے اعتماد اَور ثقاہت پر پیچھے آنے والوں کے لیے اِسلام کا مدار ہے، اگر معاذ اللہ یہ اوّلین اَساتذۂ اِسلام غیر قابل اعتماد ہو گئے تو تمام عمارتِ دین بالکل ڈھ جائے گی۔ قرآنِ مجید اَور اَحادیثِ صحیحہ نے جگہ جگہ پر اِن کی تعدیل کی ہے، بے شمار اَحادیث اَور کتبِ سابقہ اِن کو معتمد علیہ اَور پُرزور اِلفاظ میں اِن کی مدح سرائی کرتے ہوئے تمام اِنسانوں سے افضل اَور اعلیٰ قرار دیتی ہیں، اِس دروازہ کے کھلنے سے تمام دینی اُصول اَور فروع ملیا میٹ ہو جاتے ہیں۔

(4) وہ صحابہ کرامؓ کی متعدد روایتوں کو خواہ وہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں اُن کی خوش اعتقادی پر مبنی بناتی ہوئی واقعیت سے دُور کر دیتی ہے حالانکہ اِس دروازہ کے کھلنے سے تمام معجزات اَور اعلیٰ ترین اخلاق و اعمالِ نبویہ کی عمارت بالکل کھوکھلی ہو جاتی ہے اِور مَلاحِدہ کو اِس سے بڑا کاری ہتھیار ہاتھ آتا ہے۔ (جاری ہے)

علمی مضامین سلسلہ نمبر۳۷ ، قسط : ۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

قیامِ پاکستان اَور مسلمانانِ برِصغیر کے لیے

علماءِ دیوبند کا بے داغ کردار

جمعیۃ علماءِ ہند کا فیصلہ : پورا ہندوستان ہمارا پاکستان ہے

ہم ذیل میں جمعیۃ علماءِ ہند کے اجلاس لاہور ۴۲ء کا فیصلہ اَور اُس کے بعد کی اضافہ کردہ تشریح درج کرتے ہیں تاکہ ہر ایک اِنصاف پسند طالبِ حق یہ فیصلہ کر سکے کہ جمعیۃ علماء صرف نفی کے پہلو کا عامل نہیں

نوٹ : کچھ عرصہ سے ملکی روزناموں میں بِلا وجہ اَکابر علماءِ دیوبند بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت اَقدس مولانا السیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد اِلزامات لگائے جا رہے ہیں اَور اُن کی اعلیٰ سیاسی بصیرت کو جانبدارانہ اَور بے وزن تجزیوں کے ذریعہ بڑی بے اِنصافی سے داغدار کر کے نئی نسل کو گمراہ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں جبکہ ملک وقوم سے وفاداری اَور اُس کے لیے جان و مال کی قربانیاں دینا، جیلیں کاٹنا اَور ہندوستان کے عوام میں جذبہ آزادی بیدار کر کے تحریک کو ایسے مقام تک لے جانا جس کے نتیجہ میں ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے فرنگیوں کو یہاں سے بوریا بستر گول کر کے راہِ فرار اِختیار کرنا پڑی اُن کے اخلاص و پاکیزہ کردار اَور اُولوالعزمی پر شاہدِ بین ہیں۔
اِس لیے ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ آج سے ۲۵ برس قبل قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ سابق مرکزی اَمیر جمعیت علماءِ اِسلام کا تحریر فرمودہ مضمون شائع کر دیا جائے جس میں تحریکِ آزادی سے لیکر تادمِ تحریر مدلل اَور باحوالہ سیاسی حقائق بہت سہل اَنداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ (ادارہ)

بلکہ پاکستان کے مقابلہ پر ایک ایسا حل بھی پیش کرتی ہے جس سے مسلمانوں کو وہ تمام فائدے حاصل ہو سکتے ہیں جو تحریکِ پاکستان کے حامی پیش کرتے ہیں مزید برآں پورے ہندوستان میں اُن کی قوت اُور اُن کا رسوخ باقی رہتا ہے۔ (ذیل میں فیصلہ ملاحظہ فرمائیے جو اِجلاس سہارنپور میں ہوا)

جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاسِ عام اِس جمود و تعطل کی حالت کو ملک وقوم کے لیے نہایت مضر اور ملّی حیات و ترقی کے لیے مہلک سمجھتا ہے۔ وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ ملک کی تمام معتدبہ جماعتیں اور عام پبلک حصولِ آزادی کے لیے بے چین و مضطرب ہے اور ہر جماعت اپنی اپنی جگہ اور تمام افراد مختلف خیالات اور فارمولے تجویز کر رہے اور شائع کر رہے ہیں۔ مجلسِ عاملہ اپنی رائے اجلاس لاہور منعقدہ ۴۲ء کی تجویز ۴ میں ظاہر کر چکی ہے، آج پھر اُس کی تجدید کرتی ہے اور اُس کے آخری حصّہ کی رفع اجمال کی غرض سے قدرے توضیح کر دینی مناسب سمجھتی ہے۔ یہ بات بدیہی اور مُسلَّمات میں سے ہے کہ ہندوستان آزادی کی نعمت سے اُس وقت تک متمتع نہیں ہو سکتا جب تک ہندوستان کی طرف سے متفقہ مطالبہ اُور متحدہ محاذ قائم نہ کیا جائے اور ہندوستانی کسی متفقہ مطالبہ کی تشکیل اور متحدہ محاذ قائم کرنے میں جتنی دیر لگائیں گے اُسی قدر غلامی کی مدت طویل ہوتی جائے گی۔ جمعیۃ علماءِ ہند کے نزدیک تمام ہندوستانیوں کے لیے عمومًا اور مسلمانوں کے لیے خصوصًا یہ صورت مفید ہے کہ وہ حسبِ ذیل نکات پر اِتفاق کر لیں اور اِسی بنیاد پر حکومتِ برطانیہ کے سامنے متفقہ مطالبہ پیش کر دیں۔

(الف) ہمارا نصب العین آزادیٔ کامل ہے۔

(ب) وطنی آزادی میں مسلمان آزاد ہوں گے، اُن کا مذہب آزاد ہوگا، مسلم کلچر اُور تہذیب و ثقافت آزاد ہوگی، وہ کسی ایسے آئین کو قبول نہ کریں گے جس کی بنیاد ایسی آزادی پر نہ رکھی گئی ہو۔

(ج) ہم ہندوستان میں صوبوں کی کامل خودمختاری اور آزادی کے حامی ہیں۔ غیر مصرحہ

اختیارات صوبوں کے ہاتھ میں ہوں گے اور مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں گے جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالے کریں گے اور جن کا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو۔

(د) ہمارے نزدیک ہندوستان کے آزاد صوبوں کا وفاق ضروری اور مفید ہے مگر ایسا وفاق اور ایسی مرکزیت جس میں اپنی مخصوص تہذیب و ثقافت کی مالک نو کروڑ نفوس پر مشتمل مسلمان قوم کسی عددی اکثریت کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو ایک لمحہ کے لیے بھی گوارا نہ ہوگی یعنی مرکز کی تشکیل ایسے اصول پر ہونی ضروری ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی سیاسی اور تہذیبی آزادی کی طرف سے مطمئن ہوں۔

تشریح : اگرچہ اِس تجویز میں بیان کردہ اصول اور اُن کا مقصد واضح ہے کہ جمعیۃ علماء مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی اور تہذیبی آزادی کو کسی حال میں چھوڑنے پر آمادہ نہیں وہ بے شک ہندوستان کی وفاقی حکومت اور ایک مرکز پسند کرتی ہے کیونکہ اُس کے خیال میں مجموعہ ہندوستان خصوصًا مسلمانوں کے لیے یہی مفید ہے مگر وفاقی حکومت کا قیام اِس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ صوبوں کے لیے حق خود اِرادیت تسلیم کرلیا جائے اور وفاق کی تشکیل اِس طرح ہو کہ مرکز کی غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے مذہبی سیاسی تہذیبی حقوق پر اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر تعدی نہ کر سکے۔ مرکز کی ایسی تشکیل جس میں اکثریت کی تعدی کا خوف نہ رہے باہمی افہام و تفہیم سے مندرجہ ذیل صورتوں میں کسی صورت پر یا اِن کے علاوہ کسی اور ایسی تجویز پر جو مسلم و غیر مسلم جماعتوں کے اِتفاق سے طے ہو جائے ممکن ہے۔

(۱) مثلاً مرکزی ایوان کے ممبروں کی تعداد کا تناسب یہ ہو۔

ہندو: ۴۵ فیصد مسلم: ۴۵ فیصد دیگر اقلیتیں: دس فیصد

(۲) مرکزی حکومت میں اگر کسی بل یا تجویز کو مسلم اَرکان کی ۲/۳ اکثریت اپنے مذہب یا اپنی سیاسی آزادی یا اپنی تہذیب و ثقافت پر مخالفانہ اَثر اَنداز قرار دے تو وہ بل یا تجویز

ایوان میں پیش یا پاس نہ ہو سکے گی۔

(۳) ایک ایسا سپریم کورٹ قائم کیا جائے جس میں مسلم وغیر مسلم ججوں کی تعداد مساوی ہو اور جس کے ججوں کا تقرر مسلم وغیر مسلم صوبوں کی مساوی تعداد کے اَرکان کی کمیٹی کرے، یہ سپریم کورٹ مرکز اور صوبوں کے درمیان تنازعات یا صوبوں کے باہمی تنازعات یا ملک کی قوموں کے تنازعات کے آخری فیصلے کرے گا۔ نیز تجویز ۲ کے ماتحت اگر کسی بِل کے مسلمانوں کے خلاف ہونے نہ ہونے میں مرکز کی اکثریت مسلم اَرکان کی ۳/۲ اَکثریت کے فیصلے سے اختلاف کرے تو اُس کا فیصلہ سپریم کورٹ سے کرایا جائے گا۔

(۴) یا اَور کوئی تجویز جسے فریقین باہمی اِتفاق سے طے کریں۔

نوٹ (۱) : مندرجہ بالا تجویز الف سے بشمول ''د'' تک اجلاس منعقدہ ۴۲ء میں پاس ہو چکی تھی، اِس پر مجلس عاملہ جمعیۃ علماءِ ہند نے اپنے اجلاس منعقدہ ۳۱ رجنوری یکم و دوم فروری ۱۹۴۵ء میں تشریح کا اضافہ کیا۔ اِس کے بعد یہ پوری تجویز مع تشریح جمعیۃ علماءِ ہند کے چودھویں اجلاسِ عام بمقام سہارنپور منعقدہ ۴۔۵۔۶۔۷رمئی میں منظور کی گئی۔

نوٹ (۲) : اِس تجویز کے ساتھ اگر مجلسِ عاملہ جمعیۃ علماءِ ہند کے اجلاس سہارنپور منعقدہ ۳ر اگست ۱۹۳۱ء کے فارمولا کی مندرجہ ذیل دفعات بھی پیش نظر رہیں تو آزاد ہندوستان میں آزاد اِسلام کا نقشہ ہر مسلمان کے سامنے آسکتا ہے اور وہ باآسانی یقین کر سکتا ہے کہ جمعیۃ علماءِ ہند کی تائید وحمایت سے نہ صرف یہ کہ پاکستان ہندوستان کے چند گوشوں میں سمٹ کر رہ جائے بلکہ پورا ہندوستان ایسا پاکستان بن سکتا ہے جس میں شرعی محکمے اور دارُالقضاء قائم ہوں اور پرسنل لا (یعنی شرعی احکام) کا نفاذ مسلمانوں کے کامل اور آزاد اختیارات کے ذریعہ سے پورے ہندوستان میں نافذ ہو۔

مجلس عاملہ اِجلاس سہارنپور کے منظور کردہ فارمولا کی چند دفعات

(۱) ہندوستان کی مختلف ملتوں کی کلچر، زبان، رسم الخط، پیشہ، مذہبی تعلیم، مذہبی تبلیغ، مذہبی آزادی، مذہبی عقائد، مذہبی اعمال، عبادت گاہیں آزاد ہوں گے حکومت اِن میں مداخلت نہ کرے گی۔

(۲) دستورِ اساسی میں اِسلامی پرسنل لاء کی حفاظت کے لیے خاص دفعہ رکھی جائے گی جس میں تصریح ہوگی کہ مجالسِ مُقنّنہ اَور حکومت کی جانب سے اِس میں مداخلت نہ کی جائے گی اور پرسنل لاء کی مثال کے طور پر یہ چیزیں فُٹ نوٹ میں درج کی جائیں گی (مثلاً احکامِ نکاح، طلاق، رَجعت، عدّت، خیارِ بلوغ، تفریقِ زوجین، خلع، غبن، مفقود، نفقہ، زوجیّت، حضانت، ولایتِ نکاح وبال، وصیّت، وقف، وراثت، تکفین وتدفین، قربانی وغیرہ)

(۳) مسلمانوں کے ایسے مقدمات فیصل کرنے کے لیے جن میں مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے مسلم قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا اور اُن کو اختیارات تفویض کیے جائیں گے۔

خادمِ ملّت

محمد حفظ الرحمٰن کان اللہ لہٗ (ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ علماءِ ہند دہلی)

''تحریک پاکستان پر ایک نظر'' اَز صفحہ نمبر ۵۹ تا ختم

مولّفہ : حضرت علّامہ الحاج مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

ناظمِ اعلیٰ مرکزیہ جمعیۃ علماءِ ہند

ناشر : ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی، مطبوعہ دِلّی پرنٹنگ پریس

اِن اکابر کے فارمولے کے مطابق معرض وجود میں آنے والی حکومت میں مسلمان مرکز میں بڑی طاقت ہوتے اور آسام، بنگال، پنجاب، کشمیر، سرحد، سندھ اَور بلوچستان میں غالب ہوتے اور مذہبی معاملات میں اور تمام صوبائی اُمور میں خودمختار ہوتے اور اَقلیّت والے صوبوں میں اِنہیں مذہبی اُمور میں حقِ استرداد

حاصل ہوتا۔

اِس صورت میں اُن کے مجوزہ پاکستان کا نقشہ یہ ہوتا :

نوٹ : یہی وہ فارمولا تھا جسے دیکھ کر پہلے مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے پُر زور تائیدی کلمات لکھے تھے کہ :

''مسلمانوں کے اطمینان کے لیے اِس سے بڑھ کر اَور کوئی عمدہ تجویز نہیں۔''

اَور پہلے اِس فارمولے پر مسلم لیگ بھی متفق تھی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اِس گفتگو کو یہاں روک کر پاکستانی فارمولے کے مطابق کچھ نقشے سامنے لائیں۔ مسلم لیگ کے علماءِ کرام میں سب سے بڑی شخصیت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی ہے۔ اُن کی تجویز کی تفصیل اَور اُن کے دلائل، اُن کا پیش کردہ پاکستان کا خاکہ پہلے اِن اُمور پر روشنی ڈالیں۔

تصویر کا دُوسرا رُخ - علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ :

آپ دیو بند کے رہنے والے خاندانِ عثمانی کے چشم و چراغ اَور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اسیرِ مالٹا رحمۃ اللہ علیہ کے نامور ترین تلامذہ میں اَور دارالعلوم دیو بند کے ممتاز ترین اَساتذہ میں سے تھے۔ مفسرِ قرآن ہیں، آپ نے مسلم شریف کی ایسی شرح لکھی ہے کہ پہلے شارح امام نووی شافعی رحمہ اللہ کی شرح اِس کے سامنے ماند پڑ گئی۔ حضرت مولانا اَنور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اِس پر بڑے قیمتی الفاظ میں تقریظ فرمائی ہے۔ وَکَفٰی بِہٖ حُجَّةً۔

تحریکِ آزادی ہند ۴۲ء کے دوران حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہوئے تو طلبہ نے دارالعلوم دیو بند کی عمارت ہی میں احتجاجی جلسہ کیا۔ علامہ عثمانی صاحب اُنہیں سمجھا دیتے تو معاملات خراب نہ ہوتے لیکن اُنہوں نے اُن کے خلاف سخت اِقدامات کیے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کو جیل میں اِس واقعہ کی اِطلاع ملی تو آپ نے اپنے تمام متوسلین و متعلقین کو خطوط میں یہ ہدایات دیں کہ وہ علامہ کا پورا احترام ملحوظ رکھیں۔ مکتوباتِ شیخ الاسلام میں یہ مکاتیب موجود ہیں لیکن علامہ عثمانی رحمہ اللہ پر خود ہی ایک کیفیت غالب تھی۔ اَندیشہ تھا کہ ممکن ہے کہ شوری کے اجلاس میں یہ مسئلہ بُرے اَنداز میں پیش ہو۔ اِسی دوران حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اَور دیگر سب سیاسی قیدیوں کو اِس بناء پر رہا کر دیا گیا کہ برطانیہ کی پالیسی یہ ہو چلی تھی کہ ہندوستان کو آزاد کر دیا جائے اَندیشۂ مسئولیت میں علامہ عثمانی رحمہ اللہ دارالعلوم سے مستعفی ہوگئے اِسی دوران مسلم لیگ کی طرف میلان بڑھ گیا اَور رابطہ پیدا ہوگیا۔ ہیکٹر بولائتھو اپنی کتاب ''محمد علی جناح'' میں لکھتا ہے :

> ''(جب سب لیڈر قید میں تھے) قائدِاعظم نے اِس دَوران میں اپنے قانونی اَور آئینی طریق کار سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ وہ دِلجمعی سے اپنا کام کرتے رہے اَور سارے ملک میں

مسلم لیگ کی قوت بڑھتی گئی۔'' (ص نمبر ۲۲۰)

۳۹ء میں جمعیۃ علماءِ ہند کا دہلی میں اجلاس ہوا۔ اُس میں یہ مسئلہ زیرِ غور آیا تھا کہ ہندوستان کی کامل آزادی کا مطالبہ کیا جائے یا برطانیہ کی سرپرستی میں ایک حکومت کا مطالبہ کیا جائے۔ علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے تھی کہ برطانیہ کی سرپرستی میں حکومت قائم ہو جبکہ دیگر علماء کی رائے تھی کہ کامل آزادی حاصل کی جائے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اِس کی مثال پرندے کے بچہ کی سی ہوگی جسے پیدا ہوتے ہی دیوار پر بٹھا دیا جائے اُسے کوئی بھی بڑا جانور اُچک لے گا۔

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جوابی تقریر کی جس میں اُنہوں نے کہا کہ آزادی ملنے کے بعد ہندوستان پر کسی کا قبضہ ممکن نہیں ہے آپ اِس ٹُنیّا (طوطے کے بچہ) کو دیوار پر بیٹھنے دیجیے اُس کے بازؤں میں اِتنی طاقت پیدا ہو جائے گی کہ اُسے کوئی نہ اُچک سکے گا۔ غرض علامہ عثمانی کا اختلافِ رائے اُس وقت سے شروع ہوا یہ اختلاف سنجیدگی سی تھا اِس لیے قدرے دُوری کا سبب بنا۔ علامہ کا یہ خیال قائدِ اعظم کی رائے سے ملتا جلتا تھا۔ آپ کی مسلم لیگ میں شرکت کا یہ بھی ایک سبب تھا۔ جمعیۃ اَور دارالعلوم دونوں جگہ اِختلاف پیدا ہوگیا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ ۴۴ء میں جب جیل سے رہا ہو کر آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔ رمضان غالبًا اگست ستمبر میں تھا دیوبند پہنچے تو استقبال کیا گیا لیکن علامہ عثمانی اِستقبال کرنے والوں میں نہیں تھے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی عادت تھی کہ ایسے مواقع پر پہلے حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے مکان پر اُن کے پسماندگان کے پاس تشریف لے جاتے تھے پھر اپنے گھر جاتے تھے اِس دفعہ آستانہ شیخ الہند رحمہ اللہ پر حاضری کے بعد پہلے علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اَور پھر اپنے گھر تشریف لے گئے لیکن علامہ رحمہ اللہ کو اُن کے گرد حلقہ کی وجہ سے بدستور کچھ نہ کچھ دُوری رہی۔

پاکستان کا علامہ عثمانی کا مجوزہ نقشہ :

۴۴ء/ ۴۵ء کے دوران علامہ عثمانی نے کسی وقت یہ خاکہ تجویز فرمایا۔ اِس کی زیادہ وضاحت علامہ کے خطبات میں ملتی ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب نے ۲۵، ۲۶، ۲۷ جنوری ۴۶ء ۲۰، ۲۱، ۲۲ صفر ۱۳۶۵ھ کو صوبہ پنجاب جمعیۃ علماءِ اِسلام کانفرنس لاہور کے خطبہ صُدارت (مطبوعہ تعلیمی پریس لاہور) میں جو کچھ فرمایا

ہے اُس سے اَندازہ ہوتا ہے کہ کشمیر پاکستان میں ہوتا (ص ۵۸) پورا پنجاب پاکستان ہوتا۔ اَور گنگا جمنا کا پانی ستلج اور بیاس میں اُن کے منبع سے منتقل کرلیا جاتا۔ بنگال اَور آسام پاکستان میں ہوتا۔ کوئلہ کی کانیں ہمارے پاس ہوتیں۔ بنگال کی عظیم بندرگاہ کلکتہ پاکستان میں ہوتی (ص ۶۱)۔

اِسی خطبہ میں ص ۷۱ پر سُرخی ہے :

پاکستان کا نظامِ حکومت

اَور اِس عنوان کے تحت تحریر ہے :

''اَب آپ نے سمجھ لیا کہ پاکستان کیا ہے؟ اگر یہ پاکستان بن گیا تو وہاں نظامِ حکومت کس قسم کا ہوگا۔ اِس کے متعلق ہم سرِ دست بدوں تفصیلات میں جائے اُنہی اعلانات پر اکتفاء کرتے ہیں جو آل اِنڈیا مسلم لیگ کے قائدِ اعظم محمد علی جناح اُس کے جزل سیکرٹری نواب زادہ لیاقت علی خان اَور اُس کی مجلسِ عمل کے صدر نواب محمد اسماعیل خان صاحب وقتاً فوقتاً کرتے رہے ہیں کہ سرزمینِ پاکستان میں قرآنِ کریم کے سیاسی اصول کی بنیادوں پر اِسلام کی حکومتِ عادلہ قائم ہوگی جس میں تمام اَقلیتوں کے ساتھ منصفانہ بلکہ فیاضانہ برتاؤ کیا جائے گا۔'' (ص ۷۱، ۷۲)

ملک بھر میں مسلم لیگ اَور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ جمعیۃ علماءِ اسلام کے جابجا اجلاس ہورہے تھے اَور تقسیمِ ملک کے فوائد بیان کیے جارہے تھے۔ علامہ عثمانی نے ایک تقریر میں نقشہ بھی چھاپا تھا اَور سب کو یہ نظر آرہا تھا کہ پاکستان (۴۷ء میں معرض وجود میں آنے والے پاکستان سے تقریبًا پونے دوگنا) بڑا ملک ہوگا۔ پورا آسام، پورا پنجاب، کشمیر سب پاکستان ہوگا۔ علامہ کی طرف سے اُس زمانہ میں مسلمانوں کے لیے فلاحی مملکت پاکستان کا جو نقشہ طبع ہوا تھا وہ یہ تھا : البتہ اِس میں پورا کشمیر پاکستان میں نہیں دِکھایا گیا۔

جب علامہ عثمانی کے سامنے مع فوائد مسلم لیگ کا یہ فارمولا آیا تو اُس وقت مولانا مدنی اور اَکابر جمعیۃ علماءِ ہند سب گرفتار تھے اِس لیے نقشۂ پاکستان پر جو اُس وقت تک بھی حد بند نہ تھا۔ اُنہوں نے دینی نقطۂ نظر سے غور کیا اور اُنہیں پوری اُمید ہوگئی کہ اِس طرح مسلمانوں کی آزاد اَور خاصی قومی مملکت بھی معرضِ وجود میں آجائے گی۔

جی الانا نے اپنی کتاب میں ص ٣٥٩ سے لے کر ص ٣٧٧ تک پاکستان کے فارمولے سمیت بہت سے فارمولے جمع کر دیے ہیں اُن میں چودھری رحمت علی کے فارمولے کا ذکر تقریباً دس صفحات میں کیا ہے، ہم بھی مدارجِ سیاست قائد اعظم سامنے رکھنے کے لیے مسلم لیگ اَور جمعیۃ علماءِ ہند کا رشتہ اَور کچھ نکات سامنے لانا چاہتے ہیں۔

قائد اعظم کی سیاسی منزلیں :

مسٹر جناح سیاستِ وطن سے بددِل ہو کر ترکِ وطن کر کے لندن چلے گئے تھے اَور وہاں پریکٹس شروع کردی (١٩٢٨ء خطبات قائد اعظم مؤلفہ رئیس احمد جعفری ص ٩٣) پھر ١٩٣٥ء میں جب حکومت برطانیہ کانگریسی سامراج کے سامنے سرنگوں ہو رہی تھی تو قائد اعظم دوبارہ ہندوستان آئے۔ ابتدائی دور میں ایسا ہوا کہ مسٹر جناح اَز خود جمعیۃ علماء کے اِجلاس میں شریک ہوئے پھر علماء نے دعوت دینی شروع کی اس طرح قریب ہوتے گئے اَور جمعیۃ اَور مسلم لیگ نے مل کر کچھ نکات طے کیے جن میں مسلمانوں کے مذہبی اُمور تھے اور ایک شرط یہ بھی تھی کہ اراکینِ عاملہ میں ایسے لوگ نہ لیے جائیں جو انگریز کے وفادار ہیں۔ اس کے بعد دونوں نے مل کر پورے ملک میں کام کیا۔

مسلم لیگ بہت مختصر جماعت تھی حتی کہ اُس کے ساتھ مذکورہ بالا معاہدہ کے تحت جمعیۃ علماءِ ہند نے پوری طرح تعاون کیا۔ لیگ کا تعارف عوام سے کرایا۔ لیگ کی آواز کو ہر جگہ پہنچایا اور اُسے عوامی جماعت بنا دیا اور لیگ کے مقابلہ میں ایگریکلچرسٹ پارٹی اور دُوسرے رُجعت پسند اُمیدواروں کو شکست ہوئی اور تقریباً تیس یا اِس سے زائد ممبران لیگ کامیاب ہوگئے۔ چودھری خلیق الزماں صاحب نے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو خط میں لکھا کہ ''تیس برس کی مُردہ لیگ کو آپ نے زندہ کر دیا'' اُس وقت مسٹر جناح نے جمعیۃ کا تیار کیا ہوا مینی فسٹو قبول کر لیا اِسی کو اخبار ''فتح'' دہلی میں شائع کیا جس کی پہلی دفعہ یہ تھی کہ اسمبلیوں اَور کونسلوں میں اگر کوئی خالص

مذہبی مسئلہ پیش ہوگا تو جمعیۃ علماءِ ہند کی رائے کو خاص وقعت اَور اہمیت دی جائے گی مگر سیاسی وجوہ سے یکا یک قائداعظم نے مسلم لیگ میں ایسے لوگ شامل کر لیے جو انگریز کے وفادار شمار ہوتے تھے اِس پر جمعیۃ علماء الگ ہوگئی قائداعظم نے اکابر جمعیۃ کے استفسار پر کہا کہ میرے وعدے پولیٹکل تھے۔ گویا اُنھوں نے یورپ کی سیاست ہی استعمال کی اِس کے بعد سے یہ حضرات محتاط ہوگئے۔

مسلم لیگ کے زعماء ہی اِس بات کے راوی ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد قائداعظم فرمایا کرتے تھے کہ ''میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں''، ممکن ہے اُس وقت اُنہیں یہ کم قیمت کھوٹے سکے ہی قیمتی سیاسی مہرے لگے ہوں یا اُنہیں مغالطہ ہوا ہو اَور اُنہوں نے سچ مچ اُنہیں کھرا سمجھ لیا ہو۔

موجودہ پاکستان - ایک سوال؟ :

تاریخ کے مطالعہ کے وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر پاکستان کا اِتنا تھوڑا علاقہ کیوں رہ گیا؟ وہ بظاہر یہ ہے کہ یکا یک حالات نے کروٹ لی اَور مسٹر جناح برطانیہ کے زیرِاَثر مگر جداگانہ مسلم ریاست کے مطالبہ پر جم گئے جس کی وجہ یہ ہوئی کہ مسٹر نہرو نے ایک بیان دیا جو غیر ذمہ دارانہ اَور اشتعال انگیز تھا اُس زمانہ میں نہرو کانگریس کا صدر تھا اِس لیے اُس کا اَثر مسٹر جناح نے فوراً لیا اَور وہ تقسیمِ ہند کے مطالبہ پر آگئے۔

جمعیۃ علماءِ ہند اپنے فارمولے پر قائم رہی اَور مسلم لیگ نئے فارمولے پر جمی رہی۔ الیکشن کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کر اُبھری اَور اُسی کی بات پر فیصلہ ہوا۔ لیکن سوانح قائداعظم کے مطالعہ سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ ۳۱/ مارچ ۴۶ء تک خود قائداعظم نے اِس ریاست کی حد بندی کا خاکہ اپنے ذہن میں پختگی سے طے نہیں کیا تھا اُنہوں نے رائٹر کے نمائندے کو اِنٹرویو دیا، اُس میں فرمایا :

> ''ہمیں (کیبنٹ مشن) وفد سے مل کر بہت خوشی ہوگی۔ ہم تفصیلات طے کرنے پر آمادہ ہیں لیکن پاکستان کے سوال پر سمجھوتے کی کوئی گنجائش نہیں۔'' (قائداعظم جناح ص ۴۷۰ مصنفہ جی الانا مترجمہ رئیس اَمروہوی، مطبوعہ فیروز سنز، تیسرا ایڈیشن)

قائداعظم کے سوانح نگاروں میں کسی مستند سوانح نگار نے مملکت کے طے کردہ یا مجوزہ نقشے بالکل نہیں دیے اَور قائدِاعظم کا یہ بیان بالکل ۴۰۔۱۹۴۱ء کے بیان جیسا ہے۔

قراردادِ پاکستان منظور ہونے کے بعد اَخباروں میں یہ مطالبات پیش ہونے لگے کہ جناح صاحب قرارداد کے مطابق سکیم کی تفصیلات اَور پیچیدگیوں کی وضاحت کریں۔ قائداعظم نے یہ بات ماننے سے اِنکار کر دیا اُن کا کہنا تھا پہلے علیحدگی کا اُصول تسلیم کر لیا جائے تفصیلات کے لیے بہت وقت پڑا ہے۔ ایک دفعہ بابو راجندر پرشاد نے اِس پر کہا ''اگر کوئی اسکیم موجود ہے تو مسلم لیگ کے صدر کا تفصیلات بتانے سے گریز سمجھ میں نہیں آتا'' قائداعظم خاموش رہے اَور اُنہوں نے اِس سلسلہ میں کچھ کہنے سے اِنکار کر دیا۔'' (قائداعظم جناح مصنفہ جی الانا مترجمہ رئیس اَمروہوی مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور تیسرا ایڈیشن ص ۳۸۶)

اِس سے واضح ہوتا ہے کہ ۴۰ء سے ۴۶ء تک طویل عرصہ میں فارمولے کے مطابق نقشہ نہیں طے کیا گیا نہ ہی مذاکرات میں کہیں پیش کیا گیا حالانکہ آدمی چھوٹا یا بڑا مکان اور چھوٹی یا بڑی زمین خریدتا یا بیچتا ہے تو اُس کا نقشہ حدودِ اَربعہ اَور محل وقوع سب سے پہلے سامنے رکھے جاتے ہیں چہ جائیکہ ایک مملکت کا مطالبہ ہو رہا ہو اور اُس کی حد بندی موقوف رکھی جائے وہ واضح اَور معلوم نہ ہو۔

اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن علاقوں کی آبادیوں کی ذہن سازی نہیں ہو سکی جس کے نتیجہ میں لاکھوں جانیں ضائع اَور عزتیں لُوٹی گئیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر ذہن سازی ہوئی ہوتی تو بہت ہی بہتر ہوتا اَور کیا ہی اچھا ہوتا کہ مسلم لیگ مرکزی سطح پر ایک نقشہ پاس کر کے جم جاتی کہ یہی لینا ہے خصوصًا جبکہ قائداعظم کے سامنے مارچ ۴۶ء میں سکھوں کا مسئلہ آیا جیسے کہ جی الانا نے ص ۴۷۳ پر لکھا ہے۔

بسا غنیمت ہوتا کہ اِس کے بعد زیادہ سے زیادہ علاقہ اپنانے کے لیے وہاں آباد غیر مسلموں سے معاملہ طے کرنے میں مسلم لیگ کے تمام زُعماء اپنی پوری قوت صَرف کر دیتے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اِس طرف توجہ ہی نہیں کی گئی۔ ہندوؤں سکھوں کے علاوہ قادیانیوں نے بھی پاکستان سے اپنے آپ کو نکالنے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے خود کو مسلمانوں کے علاوہ کوئی اَور قوم قرار دیا اَور اِن کی وجہ سے گرداسپور پاکستان سے نکل گیا، اِسی ضلع میں نکل کر کٹھوعہ روڈ جموں وکشمیر جاتی ہے۔ اگر وہ اِنڈیا کے پاس نہ ہوتا تو اُس کے پاس کشمیر کے لیے کوئی راستہ نہ ہوتا اَور گرداسپور کے ساتھ خود بخود کشمیر پاکستان میں آجاتا۔

حتی کہ مارچ ۴۷ء آگیا اَور بقول جی الانا اِس میں بنگال اَور پنجاب کی تقسیم کا مسئلہ شباب پر پہنچ گیا۔ (دیکھیں مذکورہ تصنیف جی الانا ص ۵۲۳)

ہم ایک ایسا واقعہ لکھتے ہیں جو سوانح نگاروں نے نہیں لکھا اَور مولانا آزاد نے بھی نہیں لکھا نہ ہی وہ لکھ سکتے تھے اَور اَب ہندوستان کے مسلمانوں ہی کی وجہ سے مولانا آزاد کی پوری بات ہم لکھ سکتے ہیں لیکن خلاصہ یہ ہے کہ مولانا آزاد نے نواب ممدوٹ، لیاقت علی خاں اَور چودھری خلیق الزماں سے رابطہ قائم کیا اَور اُن کے ذریعہ قائد اعظم سے کہلایا کہ آپ پنجاب کی تقسیم نہ مانیں۔ قائد اعظم نے جواب دیا تھا کہ وہ کیا جانتے ہیں اَور ہندو کب راضی ہوگا؟ اُنہوں نے اِن ہی مذکورہ دواصحاب میں سے ایک سے پھر رابطہ قائم کیا اَور کہلایا کہ میں اِس عنوان سے کانگریس کو راضی کرلوں گا کہ اِس علاقہ میں سِکھ رہتے ہیں اُنہیں پاکستان ہی میں جانے دو لیکن وہ صاحب مولانا کے پاس آئے پیغام اُنہوں نے اِتنی دیر سے پہنچایا کہ دستخط ہو چکے تھے بس قدرت کو ایسا ہی منظور تھا اگرچہ مولانا آزاد بہت مخلص تھے مگر ممکن ہے قائد اعظم کو اُن کے اخلاص کا تجربہ نہ ہوا اَور شک میں رہے ہوں اِس لیے اِلتفات نہ کیا ہو۔

غرض نصف پنجاب اِس کے ساتھ کشمیر اَور دُوسرے بازو میں پورا آسام اَور نصف بنگال جس میں کلکتہ جیسا عظیم شہر اَور ٹاٹا وغیرہ کے کارخانے ہیں سب ہاتھ سے جاتا رہا۔ پاکستان میں قائد اعظم کے بعض پرانے مخلص ساتھی ملک کی زبوں حالی سے بہت بددِل ہو کر دُنیا سے رُخصت ہوئے۔

راجہ صاحب محمود آباد مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے۔ مسلم لیگ کے پہلے صدر سر آغا خاں تھے اَور دُوسرے صدر راجہ صاحب تھے اَور رئیس احمد جعفری اُن کے اِتنے معتقد ہیں کہ اُنہوں نے اپنی بہت بڑی تالیف ''خطباتِ قائد اعظم'' اِن ہی کے نام منسوب کی ہے۔

جناب مختار مسعود صاحب نے راجہ صاحب محمود آباد کا ایک اِنٹرویو دیا ہے جو ۸؍اگست ۱۹۷۰ء کو رات کے کھانے کے وقت ملاقات پر لیا گیا تھا۔ ہم اُس میں سے فقط راجہ صاحب کی گفتگو اُن کے خیالات کا ماحصل پیش کرنے کے لیے نقل کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے بتلایا کہ قائد اعظم [1] کو ۱۹۴۵ء میں تپِ دق کا

---

[1] ساڑھے تین سال قبل بمبئی میں قائدِ اعظم کے معالجوں نے اِن کو اِس خطرہ سے آگاہ کیا تھا لیکن قائد نے یہ بات راز بنا کر چھپا رکھی تھی (محمد علی جناح ص ۳۲۱)۔ مزید کیفیات جو صحت کی وجہ سے تھیں اِس کتاب کے ص ۲۱۶ سے آگے تک دیکھیں۔ یہ بات بڑی حد تک دُرست ہے۔ مولانا آزاد نے ایک مرتبہ قائد اعظم سے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کے لیے تقسیمِ ملک کے لائحہ عمل پر چلنا ہے تو دس سال ٹھہر جائیں تاکہ سب مل کر اِسی نقطۂ نظر سے کام کریں۔ قائدِ اعظم نے جواب دیا کہ دس سال کا عرصہ بہت بڑا ہے۔ مولانا آزاد نے فرمایا کہ قوموں کی زندگی میں دس سال کچھ نہیں ہوتے۔

مرض ہوگیا تھا اَور اِس راز کا علم صرف مس فاطمہ جناح اَور ڈاکٹر رحمٰن کو تھا۔ دونوں نے اِس بات کو پوشیدہ رکھنے کے لیے باقاعدہ حلف لے رکھا تھا۔ اُنہوں نے اِشارہ کیا کہ بہت سے فیصلے قائدِ اعظم نے عجلت میں کیے ہوں گے کہ شاید موت کسی اَور فیصلے کے لیے مہلت ہی نہ دے۔

کہنے لگے کہ جب ہندوستان کے آخری وائسرائے نے اپنا قطعی فیصلہ قائدِ اعظم کو سنایا اَور ایک ایسے پاکستان کی پیش کش کی جس کا حدودِ اَربعہ [1] نادرست اَور نامکمل تھا اَور کہا کہ یا اِس کٹے پھٹے پاکستان کو قبول کرو یا متحدہ ہندوستان۔ تو وہ بے حد غمزدہ اور پریشان ہوئے۔ قائدِ اعظم نے جب اِس بات کا ذکر راجہ صاحب سے کیا اُس وقت وہ نزار و نِڈھال تھے وہ آرام کرسی پر ڈھیر ہوگئے، ٹھنڈی آہ بھری اَور سوچ میں ڈوب گئے۔ دیر کے بعد صرف اِتنا کہا کم اَز کم ہمیں اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی جگہ تو میسر آئی۔ ہم نے یہ سنا تو ہم بھی نِڈھال ہوکر صوفے میں دھنس گئے۔

(راجہ صاحب) فرمانے لگے کہ اگر قائد اعظم آج زندہ ہوتے تو وہ کچھ اَور سوچتے، کچھ اِس برِعظیم کے حالات اُن پر اَثر انداز ہوتے اور کچھ بیرونی دُنیا کے واقعات۔ وہ کسی اَور نہج پر سوچتے اَور کسی اَور راہ پر چلتے۔

جنوری ۱۹۴۷ء میں راجہ صاحب نے دل لگی میں قائد اعظم سے پوچھا کہ اگر پاکستان نہ بن سکا تو پھر کیا ہوگا؟ قائد اعظم نے بقول راجہ صاحب جواب دیا کہ آسمان تو گرنے سے رہا۔ راجہ صاحب نے کہا میں مذاق نہیں کررہا۔ قائد اعظم نے فرمایا میں بھی مذاق نہیں کررہا۔ جانتے ہو انگریزی میں دو حرف ہیں ایم اَور ایل۔ ان سے لفظ مسلم لیگ بھی بنتا ہے اَور مائنارٹیز [2] (اقلیت) لیگ بھی۔ ہندوؤں کی قیادت برہمن اَور بنیے کے ہاتھ ہے ہم سب مل کر اُنہیں ناک چنے چبوادیں گے۔

اَب راجہ صاحب کچھ اَور کھل گئے مسلم لیگ نے پاکستان نہیں بنایا۔ مسلم لیگ کہاں اِتنی منظّم تھی کہ اِتنا

---

[1] کاش پہلے سے مسلم لیگ نے کوئی نقشہ تجویز کیا ہوتا اور اُس پر اُس وقت پوری قوت سے جم جاتی۔

[2] یہی بات جمعیۃ علماءِ ہند کے فارمولے میں کشفِ حقیقت میں حضرت مدنی ؒ نے بیان فرمائی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم ہندو اَقلیتیں مل سکتی ہیں اَور مسلمانوں کی قوت کا تناسب مرکز میں ۵۵ فیصدی ہوسکتا ہے۔

بڑا کارنامہ اَنجام دے سکتی۔ اِس ملک کی تعمیر کے عوامل کچھ اَور ہی تھے۔ ہندوؤں کا زور اَور ظلم، دفاتر کے مسلم عملے کی طلبِ جاہ و مرتبہ اَور مسلم تاجر کی حرص و ہوا۔ (آواز دوست ص ۳۷ کالم نمبر۲ و ص ۳۸ کالم نمبر۱)، (شاہکار شمارہ نمبر۱۰)، تیار کردہ : ۱۸؍ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ/ ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۷۲ء

بہرحال جو علاقہ ہاتھ آیا اُس کی رُو سے مسلمانوں کی فلاحی مملکت پاکستان کا نقشہ یہ ہے :

(جاری ہے)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ بلند شہری ﴾

یہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کی صاحبزادی تھیں جو آنحضرت ﷺ کے خلیفہ دوم تھے۔ اِبتدائے اِسلام ہی میں مسلمان ہوئیں، مدینہ منورہ میں ۳ھ میں حضورِ اَقدس ﷺ کے نکاح میں آئیں جس وقت آنحضرت کو نبوت ملی اُس وقت اِن کی عمر ۵ سال کی تھی (الاصابہ)۔ اِن کے پہلے شوہر حضرت خُنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ تھے جو غزوہ بدر اَور غزوہ اُحد دونوں میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہادت پائی [۱] اپنے سابق شوہر حضرت خُنیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ اِن کی شہادت ہو جانے کے بعد جب عدّت ختم ہوگئی تو آنحضرت نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی کے بعد ہوا (الاصابہ) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو رشتہ داری کے اعتبار سے یہ شرف حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بیوی اَور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں جن کی روایات حدیث کی کتابوں میں بکثرت آتی ہیں اِن کی والدہ حضرت زینب بنت مظعون اور ماموں حضرت عثمان بن مظعون تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حرمِ نبوت میں آنا :

حضورِ اقدس ﷺ کے نکاح میں آنے کا واقعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یوں بیان فرماتے تھے کہ خنیس بن حذافہ کی وفات [۲] کے بعد جو مدینہ میں وفات

[۱] حضرت خُنیس رضی اللہ عنہ کی شہادت میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ غزوہ بدر میں شہادت پائی اَور حافظ ابن حجرؒ اصابہ میں لکھتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے چونکہ اِن کی شہادت کی تعین میں اِختلاف ہے اِس لیے اِس میں بھی اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کس سن میں نکاح کیا۔ چونکہ حافظ ابن حجرؒ اِن کی شہادت اُحد میں بتاتے ہیں اِس لیے اِس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ ۳ھ میں حرمِ نبوت میں آئیں۔

[۲] زخم میدانِ جہاد میں آیا اور اُسی کے اَثر سے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

پا گئے تھے حفصہ بیوہ ہوگئیں تو والد صاحب اِن کے نکاح کے لیے فکر مند ہوئے جسے وہ خود بیان فرماتے تھے کہ اِس سلسلہ میں میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے کہا تم چاہو تو اپنی لڑکی حفصہ کا تم سے نکاح کر دُوں؟ (یہ وہ دن تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شادی کی ضرورت تھی اُن کی اہلیہ کی وفات ہوگئی تھی) انہوں نے جواب دیا کہ اِس بارے میں غور کر کے بتاؤں گا چنانچہ دو چار روز کے بعد جواب دے دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ اِس کے بعد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے کہا اگر تم چاہو تو اپنی لڑکی حفصہ سے تمہارا نکاح کر دُوں؟ اُنہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش ہو گئے۔ مجھے دونوں حضرات کے روّیہ سے رنج ہوا اور جتنا رنج ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاموشی سے ہوا اِس قدر عثمان بن غفان رضی اللہ عنہ کے جواب سے نہ ہوا تھا۔

اِس کے چند دن گزر جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ لٰہذا میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے نکاح میں دے دی۔ جب یہ واقعہ ہو چکا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا شاید تم کو رنج ہوا ہوگا جبکہ تم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق مجھ سے کہا اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا جی ہاں رنج تو ضرور ہوا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری پیشکش کے بارے میں جواب دینے سے مجھے صرف اِس چیز نے روکا کہ مجھے تحقیقی طور پر معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے اپنا نکاح کرنے کے بارے میں تذکرہ فرمایا تھا لٰہذا میں نے آنحضرت ﷺ کا بھید ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہاں اگر آپ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا اِرادہ ملتوی فرما دیتے تو میں اِن سے نکاح کر لیتا۔ (بخاری شریف)

مصاحبتِ رسول اللہ ﷺ :

حضرتِ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سات برس کے لگ بھگ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں رہیں۔ مزاج میں جسارت تھی اِس لیے سوال کرنے سے اَور بات کا جواب دینے سے نہیں ہچکچاتی تھیں۔ حضرت اُم مبشر اَنصاریہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی اِسی اثنا میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنشاء اللہ تعالیٰ اُن لوگوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا جنہوں نے مجھ سے (حدیبیہ کے موقع پر) درخت کے نیچے بیعت کی۔ یہ سن کر حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا نے تعجب سے کہا

اچھا! (آپ ﷺ نے کیسے فرمایا)۔ آنحضرت ﷺ نے اُن کے اِس کہنے پر اِن کو جھڑک دیا۔ اُنہوں نے قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا (یعنی تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اِس پر سے گزر نہ ہو) جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں تو آپ ﷺ نے یہ کیسے فرمایا کہ درخت کے نیچے حدیبیہ کے موقع پر بیعت کرنے والے دوزخ میں نہ جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے آگے یہ بھی تو فرمایا ہے ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا (پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اُس میں اِس حال میں پڑا رہنے دیں گے کہ غم کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ (الترغیب والترہیب للمنذری)

اِس آیت میں پل صراط کا ذکر ہے جو دوزخ کی پشت پر قائم ہے سب کو اِس پر سے گزرنا ہوگا پرہیزگار اور نیک بندے اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے جلدی یا آہستہ پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچ جائیں گے اور کافر کٹ کٹ کر اِس میں ہمیشہ کے لیے گر جائیں گے اور پار نہ ہو سکیں گے نیز وہ گناہگار مسلمان بھی اِس میں گریں گے جن کو بعد میں اللہ تعالیٰ بخش کر جنت میں بھیجیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ذہن میں پوری بات نہ تھی اِس لیے سوال کر بیٹھیں۔

ایک واقعہ :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا (وہ بھی آنحضرت ﷺ کی بیوی تھیں)۔ آپ ﷺ اِن کے پاس ذرا دیر تک ٹھہرا کرتے تھے اور شہد پیتے تھے۔ میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں مشورہ سے یہ طے کر لیا کہ آنحضرت ﷺ سے میاں بیوی والی دل لگی کریں گے ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں گے ہر ایک یوں کہے کہ آپ ﷺ نے مغافیر[1] کھائے ہیں، آپ کے مبارک منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ ہم میں سے ایک کے پاس تشریف لائے تو مشورہ کے موافق وہی الفاظ کہہ دیے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا مغافیر تو میں نے نہیں کھائے ہاں زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے آئندہ ہرگز نہ پیوں گا، یہ آپ نے اُن کو خوش کرنے کے لیے فرمادیا لہٰذا اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی :

---

[1] مغافیر ایک قسم کا گوند ہوتا ہے اور بعض نے درخت کا پھل بتایا ہے۔

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ وَھُوَالْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o (سورۂ تحریم)

اے نبی جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے آپ اُسے (قسم کھا کر) کیوں حرام کرتے ہیں۔ آپ اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو تمہاری قسموں کا کھولنا (یعنی کفارہ دینا مقرر فرمایا ہے) اور اللہ کارساز ہے اور وہ علیم وحکیم ہے۔

واقعہ طلاق اَور رُجوع :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی پھر دُوسرے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ یہ حکم فرماتے ہیں کہ عمرؓ پر شفقت فرماتے ہوئے حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح ہی میں رکھیے، دُوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لاکر عرض کیا کہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح ہی میں رکھ لیں کیونکہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور راتوں کو بہت زیادہ نماز پڑھنے والی ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہوں گی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُجعت[1] فرمائی یعنی اُن کو اپنے نکاح میں رکھ لیا۔ (الاصابہ عن ابن سعدؓ)

ایک دِل لگی کا واقعہ :

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عجیب ہوشیاری کی جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تو دِلداری کے لیے قرعہ ڈالا کرتے تھے کہ کس بیوی کو ساتھ لے جائیں، ایک مرتبہ (دو عورتوں کو لے جانا چاہا اور) قرعہ ڈالا تو میرا اَور حفصہ رضی اللہ عنہا کا نام نکل آیا لہٰذا ہم دونوں آپ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ راستہ میں رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے اُونٹ پر سوار ہوجاتے اور باتیں کرتے رہتے۔ ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا کہ آج تم میرے اُونٹ پر سوار ہو

---

[1] طلاق کی تین قسمیں ہیں جن میں ایک قسم وہ ہے جسے رجعی طلاق کہتے ہیں۔ اس کے بعد بغیر نکاح ہی واپس کر لینا درست ہے۔ اِس کو رجعت کہتے ہیں۔ تفصیل کے لیے فقہ کی کتابیں دیکھیں۔

جاؤ اور میں (تمہارے اُونٹ کی رفتار) دیکھوں۔ میں نے منظور کرلیا اور دونوں ایک دُوسرے کے اُونٹ پر سوار ہوگئے، جب رسول اللہ ﷺ نے سوار ہونے کا اِرادہ کیا تو اُسی اُونٹ پر سوار ہوگئے جس پر روزانہ میں سوار ہوتی تھی۔ اُس وقت اِس پر حفصہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ آپ نے السلام علیکم فرمایا اور اُس اونٹ پر سوار ہوکر روانہ ہوگئے حتی کہ ایک منزل پر جاکر اُترے (دھوکہ کھانے کی وجہ سے مجھے اپنے اُونٹ پر تنہا چلنا پڑا) اور آنحضرت ﷺ کی مصاحبت سے محروم رہی۔ میں منزل پر پہنچ کر اُونٹ سے اُتری اور اَیڑیاں گھاس میں رگڑنے لگی اور اپنے آپ کو کوسنے لگی کہ اے رب مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر جو مجھے ڈس لے میری نادانی کہ ایسی بات مانی جس میں اپنا نقصان ہوا اور آنحضرت ﷺ سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتی ہوں۔ (بخاری)

عبادت :

حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا نماز اَور روزہ سے بہت شغف رکھتی تھیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے اِن کو (رَجعی) طلاق دے دی تھی تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں پھر رکھ لیجیے کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اَور راتوں کو نماز پڑھنے والی ہیں، حضرت نافع ؒ کا بیان ہے: **مَا تَتْ حَفْصَةُ حَتّٰى مَا تُفْطِرَ** (الاصابہ) حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اِس حال میں وفات پائی کہ روزہ پر روزہ رکھتی جاتی تھیں۔

وفات :

حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ۴۵ھ میں وفات پائی۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۴۵ھ کے وقائع کے ذیل میں لکھتے ہیں : **وَقَدْ اَجْمَعَ الْجُمْهُوْرُ اَنَّهَا تُوُفِّيَتْ فِيْ شَعْبَانَ مِنْ هٰذِهِ السَّنَةِ عَنْ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّقِيْلَ اِنَّهَا تُوُفِّيَتْ اَيَّامَ عُثْمَانَ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ** . اکثر مؤرخین ومحدثین اِس بات پر متفق ہیں کہ حضرتِ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۶۰ سال کی عمر میں ۴۵ھ میں وفات پائی اَور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اِن کی رحلت ہوئی لیکن اوّل قول زیادہ صحیح ہے۔

حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں حضرت ابوہریرہ اَور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی شریک تھے۔

قسط : ۱۴

تربیتِ اَولاد

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اِسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ،عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

عقیقہ کا بیان :

☆ عقیقہ کردینے سے بچے کی سب اَلا بَلا دُور ہوجاتی ہے اَور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

☆ جس سے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دِن اُس کا نام رکھ دے اَور عقیقہ کردے۔

☆ عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری اَور اگر لڑکی ہو تو ایک بکری یا بڑے جانور میں لڑکے کے واسطے دو حصّے اَور لڑکی کے واسطے ایک حصہ کردے اَور سر کے بال مونڈ دے اَور بال کے برابر چاندی تول کر خیرات کردے اَور بچہ کے سر میں اَگر دل چاہے تو زعفران لگادے۔

☆ کسی کو زیادہ توفیق نہیں اِس لیے اُس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اِس کا بھی کچھ حرج نہیں اَور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

☆ اگر ساتویں دِن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دِن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اَور اِس

کا طریقہ یہ ہے کہ جس دِن بچہ پیدا ہو اُس سے ایک دِن پہلے عقیقہ کردے یعنی اگر جُمعہ ہو تو جمعرات کو عقیقہ کردے اَور اگر جمعرات کو پیدا ہو تو بدھ کو کرے چاہے جب کرے حساب سے وہ ساتواں دِن پڑے گا۔

☆ جس جانور کی قربانی جائز نہیں اُس کا عقیقہ بھی دُرست نہیں اَور جس جانور کی قربانی دُرست ہے اُس کا عقیقہ بھی دُرست ہے۔

☆ عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کردے چاہے پکا کر بانٹے چاہے دَعوت کر کے کھلا دے سب دُرست ہے اَور عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھلانا دُرست ہے۔ (بہشتی زیور ۳/۱۶۴)

عقیقہ کی مشروعیت اَور اُس کی حکمت :

اہلِ عرب اپنی اَولاد کا عقیقہ کیا کرتے تھے۔ عقیقہ میں بہت سب مصلحتیں تھیں اِس لیے آنحضرت ﷺ نے اِس کو برقرار رکھا خود بھی اِس پر عمل کیا اور دُوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دی۔

☆ عقیقہ کی مصلحتوں میں سے ایک مصلحت یہ ہے کہ اَولاد کے نسب کی اشاعت ہوتی ہے۔

☆ نیز اِس میں سخاوت کے معنٰی پائے جاتے ہیں۔

☆ نصرانیوں میں جب کسی کے بچہ ہوتا تھا تو زَرد پانی سے رَنگا کرتے تھے کہ اِس کی وجہ سے بچہ نصرانی ہوجاتا ہے۔ پس مناسب معلوم ہوا کہ ملتِ حنیفیہ یعنی دینِ محمدی میں اُن کے اِس فعل کے مقابلہ میں کوئی فعل پایا جائے جس سے اِس لڑکے کا حنیفی اَور ملتِ ابراہیمی کا تابع ہونا معلوم ہو۔ (المصالح العقلیہ)

ساتویں رَوز سے پہلے عقیقہ نہ ہونے کی وجہ :

عقیقہ ساتویں روز کی تخصیص اِس لیے ہے کہ وِلادت اَور عقیقہ میں کچھ فاصلہ ہونا ضروری ہے کیونکہ پورا خاندان زچہ بچہ کی خبر گیری میں مصروف رہتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں یہ مناسب نہیں ہے کہ اُن کو عقیقہ کا حکم دیکر اُن کا کام اَور زیادہ کردیا جائے۔ نیز بہت سے لوگوں کو اُسی وقت بکرے دستیاب نہیں ہو سکتے بلکہ تلاش کرنے کی حاجت ہوتی ہے اگر پہلے ہی روز عقیقہ مسنون کیا جائے تو لوگوں کو دِقت (پریشانی) ہو۔ لہٰذا سات روز کا فاصلہ ایک کافی مدت ہے اَور ساتویں روز نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اِس سے پہلے لڑکے کا نام رکھنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ نام رکھنے میں بھی مہلت چاہیے تاکہ خوب غور وفکر کے بعد اچھا نام رکھا جائے ایسا نہ ہو کہ عجلت کی وجہ سے کوئی خراب نام مقرر کردیں۔ (المصالح العقلیہ ص ۲/ ۲۴۸)

لڑکے میں دو بکرے اَور لڑکی میں ایک بکرا ہونے کی حکمت :

☆ آنحضرت ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں : عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَةِ شَاةٌ یعنی لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اَور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں دینی چاہیے۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک لڑکیوں کی بہ نسبت لڑکوں کا نفع زیادہ ہے لہٰذا (لڑکے کے لیے) دو کا ذبح کرنا زیادتی اور اُس کی عظمت کے مناسب ہے۔

ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ لڑکے کے لیے دو اَور لڑکی کے لیے ایک بکری سے عقیقہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کو لڑکی پر فضیلت ہے اَور جب لڑکے کے وجود سے والد پر نعمت کا کمال اَور سرور و خوشی زیادہ ہوتی ہے تو اِس پر مزید شکر واجب ہے کیونکہ جب نعمت زیادہ ملتی ہے تو زیادہ شکر کرنا لازم ہے۔ (المصالح العقلیہ ص ۲۵۰)

مسئلہ : لڑکے کے لیے دو بکریاں اَور لڑکی کے لیے ایک۔ اَور اگر بڑے جانور میں حصّہ لے تو لڑکے کے لیے دو حصے اَور لڑکی کے لیے ایک حصّہ لے۔ اگر کسی کو زیادہ توفیق نہیں اِس لیے اُس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری ذبح کی تو بھی جائز ہے۔ (اصلاح الرسوم)

بچہ کے سر کے بال کے برابر چاندی صدقہ کرنا :

آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اے فاطمہ اِس کے سر کے بالوں کو منڈوادو اَور ہم وزن اِس کے بالوں کے (یعنی بالوں کے وزن کے مطابق) چاندی خیرات کردو۔

چاندی خیرات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بچہ کا حالتِ جنین سے منتقل ہو کر طفولیت کی طرف آنا (یعنی ماں کے پیٹ سے باہر آکر دُودھ پینے والا بچہ ہو جانا) اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے تو اِس پر شکر کرنا واجب ہے۔ اَور بہترین شکر یہ ہے کہ اِس کے بدلہ میں کچھ دیا جائے اَور جنین (وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے) کے بال جنین کا بقیہ نشان تھے، اِن (بالوں) کا دُور ہونا دُودھ پیتے بچہ کے نشان کے استقبال کی نشانی ہے اِس لیے واجب ہوا کہ اِن کے بدلہ میں چاندی دی جائے اَور چاندی کی خصوصیت اِس وجہ سے ہے کہ سونا بہت گراں ہوتا ہے مالداروں کے سوا اَور کسی کو بھی دستیاب نہیں ہوتا اَور دُوسری چیزیں بہت کم قیمت کی ہیں چاندی درمیانی ہے اِس لیے چاندی صدقہ کرنے کا حکم ہوا۔ (اغلاط العوام)

تنبیہ : بعض عوام یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں اَور سری حجام کو دیں یہ باتیں واجب نہیں۔ کبھی کبھی اِس کے خلاف بھی کرنا چاہیے تاکہ عوام ضروری نہ سمجھیں۔ (اغلاط العوام)

☆ بعض عوام کا عقیدہ ہے کہ عقیقہ کے جانور کا گوشت باپ دادا نانا نانی کو نہ کھانا چاہیے، شریعت میں اِس کی کوئی اصل نہیں۔ (اغلاط العوام)

عین ذبح کے وقت بچہ کے سر کے بال مونڈھنا ضروری نہیں :

ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچہ کے سَر پر اُسترہ رکھا جائے تو فورًا اُسی وقت بکرا ذبح ہو یہ بھی محض لغو ہے شریعت میں چاہے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈائے سب دُرست ہے غرضیکہ اِس دن یہ دونوں کام ہوجانے چاہئیں۔ (بہشتی زیور ۱۳/۲)

عقیقہ کے موقع پر بال مونڈتے وقت لین دین کی رسم :

برادری اَور خاندان کے لوگ جمع ہو کر سَر مونڈنے کے بعد کٹوری (یا کسی برتن، تھالی، جھولی وغیرہ) میں بطورِ نیوتہ کے کچھ نقد (روپیہ پیسہ) ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اَور عرفًا یہ اُس گھر والے کے ذمّہ قرض سمجھا جاتا ہے کہ اِن دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب اَدا کیا جائے جس کا ایسے ہی موقع پر اَدا کرنا ضروری ہے۔ (اَور اس میں ایسا التزام کہ) اگر پاس نہ ہو تو قرض لو، گو سُود ہی ملے جو سراسر شریعت کے خلاف ہے اِس کے سوا اَور بھی اِس میں کئی خرابیاں ہیں مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اَور دینا گراں گزرتا ہے مگر صرف اِسی وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی لوگ بدنام کریں گے طعنہ دیں گے مجبور ہو کر دینا پڑتا ہے اِس کو ریا ونمود کہتے ہیں اَور شہرت ونمود (دِکھلاوے) کے لیے مال خرچ کرنا حرام ہے۔

اِسی طرح لینے والے کی خرابی یہ ہے کہ یہ دینا فقط تبرع واحسان ہے اَور احسان میں جبر زبردستی کرنا حرام ہے اَور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو مطعون ہو (یعنی لوگ طعنہ دیں) بدنام ہو خاندان بھر میں نکو بنے۔ اَور اگر کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اَور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں صاف مذکور ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر دینا ہی منظور ہو تو کسی دُوسرے موقع پر خفیہ طور پر دے دیا جائے۔ (بہشتی زیور ۱۳/۶)

سُسرال والوں کی طرف سے جوڑے وغیرہ دینے کی رسم :

بچہ کو ننھیال کی طرف سے کچھ نقد و پارچہ (جوڑے اَور غلّہ) دیا جاتا ہے جس کو عرف میں ''بھات'' کہتے ہیں بڑی خرابی اِس میں یہ ہے کہ خواہ اِس موقع پر ننھیال والوں کے پاس ہو یا نہ ہو ہزار جتن کرو سود ہی لو۔ کوئی چیز گروی رکھو غرض کچھ بھی ہو مگر یہاں کا سامان ضرور ہو۔ اَب فرمایئے جب ایک غیر ضروری کام بلکہ معصیت (گناہ) کا ایسا اہتمام ہو کہ فرائض واجبات کا بھی وہ اہتمام نہ ہو یہ حدودِ شرعیہ سے تعدی (زیادتی) ہے یا نہیں۔

اَور ایک بڑی خرابی اِس میں یہ ہے کہ اِس میں نیت بھی وہی شہرت اَور تفاخر (اَور بدنامی سے بچنے) کی ہوتی ہے جس کا حرام ہونا بار بار ذِکر ہو چکا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا عبادت ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ صلہ رحمی اَور سلوک کرنا منظور ہوتا رسم کی پابندی کے بغیر جب اُن کو حاجت ہوتی تب اُن کی خدمت کرتے اَب تو عزیزوں پر خواہ فاقے گزر جائیں خبر بھی نہیں لیتے (اَور ایسے مواقع میں) اپنے نام ونمود کے لیے صلۂ رحمی کی تاویل سوجھنے لگی۔ (اصلاح الرسوم ص ۴۷)

❁ ❁ ❁

وفیات

گزشتہ ماہ درج ذیل حضرات وفات پاگئے : جامعہ مدنیہ لاہور کے مدرس مولانا قاری عثمان صاحب ومولانا زکریا صاحب کی والدہ صاحبہ، جناب نور احمد صاحب کے بھائی جناب محمد رضا صاحب، فاضل جامعہ مولانا صدیق صاحب میواتی، جڑانوالہ کے جناب شیخ نجم الدین صاحب وشیخ شمس الدین صاحب کی والدہ صاحبہ، جناب ریحان علی صاحب کی ماموں زاد بہن اور خالہ زاد بھائی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اَنگریزی کا جادُو

﴿ حضرت مولانا عبد الماجد صاحبؒ دریا آبادی ﴾

اگر آپ کا تعلق اُونچے طبقے سے ہے تو کسی ''سرائے'' میں ٹھہرنا آپ کے لیے باعثِ توہین لیکن کسی ''ہوٹل'' میں قیام کرنا ذرا بھی شرم نہیں، حالانکہ دونوں میں اِس کے سوا کیا فرق ہے کہ ''سرائے'' مشرقی اَور دیسی ہے اَور ''ہوٹل'' مغربی اَور انگریزی ہے۔ کوئی اگر یہ کہہ دے کہ ''سرائے'' کے فلاں ''بھٹیارے'' سے آپ کا یارانہ ہے تو آپ اُس کا منہ نوچ لینے کو تیار ہو جائیں لیکن فلاں ہوٹل کے منیجر سے آپ کا بڑا ربط و ضبط ہے تو اِسے آپ فخریہ تسلیم کرتے ہیں حالانکہ سرائے کے ''بھٹیارے'' اَور ہوٹل کے ''منیجر'' کے درمیان بجز ایک کے دیسی اَور دُوسرے کے ولایتی ہونے کے اَور کوئی فرق ہے؟ کسی مدرسے میں اگر آپ ''مدرس'' ہیں تو بات کچھ معمولی ہی ہے، لیکن کسی ''کالج'' میں آپ ''لیکچرار'' یا ''پروفیسر'' ہیں تو معزز اَور صاحبِ وجاہت ہیں حالانکہ اپنے اَصل مفہوم کے اعتبار سے ''مدرس'' اَور ''پروفیسر'' ایک ہی چیز ہیں۔

ندوہ کے ''دارُ الاقامہ'' میں اگر آپ قیام پزیر ہیں تو آپ کا دِل کچھ خوش نہیں ہوتا لیکن اِسی ''دارالاقامہ'' کا نام جب ''شبلی ہوسٹل'' سنیں تو آپ کا چہرہ فخر و خوشی سے دَمکنے لگتا ہے۔ ''مدرسہ'' میں اگر آپ پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں تو خود اپنی نظروں میں بے وقعت ہیں لیکن اگر آپ کا تعلق کسی ''کالج'' سے ہے تو پھر آپ سے زیادہ معزز کون ہے؟ اِس وقت ہر مدرسہ طیبہ سکول اَور مدرسہ تکمیل الطب اَور مدرسہ منبع الطب اَب تکمیل الطب کالج اور منبع الطب کالج ہیں۔ مدرسہ وہاجہ طیبہ کا زمانہ گیا، اَب اِس کا صحیح نام طیبہ وہاجہ ''کالج'' ہے۔ طبی درسگاہوں کو چھوڑیے، خود دینی درسگاہوں کا کیا حال ہے؟ وہ دن گئے جب زبانوں پر مدرسہ چشمۂ رحمت کا تذکرہ تھا، اَب وہ چشمہ رحمت کالج ہے، اَور وہاں کے صدر مدرس ''پرنسپل'' صاحب ہیں۔ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل کے سب سے بڑے اُستاذ کو ذرا ''صدرِ مدرس'' کہہ کر تو دیکھیے آپ کی غلطی کی تصحیح کی جائے گی کہ اُن کا عہدہ اَب صدرِ مدرسی کا نہیں ''پرنسپلی'' کا ہے۔

مینڈھے لڑاتے ہوئے یا بٹیر یا مرغ بازی کرتے ہوئے اگر آپ کہیں پکڑ لیے گئے تو خود کو کسی کے

سامنے منہ دِکھانے کے قابل نہ سمجھیں گے لیکن جب شہر میں باکسنگ کا مقابلہ ہوگا یا کوئی ہیوی ویٹ چیمپئن آجائے گا تو اُن کا تماشا دیکھنا تہذیب وروشن خیالی میں داخل، کہیں چوری چھپے ''نوٹنکی'' دیکھنے کھڑے ہوجایئے تو خود آپ کی ثقافت اَور وضع داری آپ پر لاحول پڑھنے لگے لیکن تھیٹر میں آدھی آدھی رات بے تکلف بسر کیجیے کہ ''ڈراما'' جیسے فن شریف کی شرافت وعظمت میں کس کو کلام ہوسکتا ہے؟

اپنے دیس کے کسی بھانڈ، کسی سازندہ، کسی ڈھاڑی سے اگر آپ کی شناسائی ہے تو اُس کا ذکر آپ اپنے دوستوں اَور بے تکلف ہم عصروں کے سامنے بھی کچھ جھینپ کر ہی کرتے ہیں لیکن غیر ملکی آرٹسٹوں کے کمالات اَور آرٹ کی جتنی بھی چاہے دَاد دیجیے........ بھری محفلوں، بزرگوں اَور اُستادوں کے مجمع اَور اخبارات کے صفحات میں آپ کی نقالی ہی کو داد ملتی جائے گی۔ ''نٹوں'' کا پیشہ بھی بھلا کوئی عزت کا پیشہ ہے اَور خدانخواستہ آپ کی کسی نٹ یا نٹنی سے ملاقات کیوں ہونے لگی لیکن وہی قلابازیاں کھانے والے جب سرکس والے اَور سرکس والیاں بن کر آپ کے سامنے آتے ہیں تو نہ آپ اُن سے ملنے میں شرماتے ہیں نہ تعلقات بڑھانے میں۔

جوئے یا جواریوں سے ظاہر ہے ہماری شرافت کو کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ کوئی ہمیں جواری کہہ کر دیکھے اپنی جان اَور اُس کی جان ایک کردیں۔ لیکن گھوڑ دوڑ کے دِنوں اَور میلے کی راتوں میں دن دہاڑے اَور بجلی کی روشنی میں یہی ذِلت ہمارے لیے عین عزت بن جاتی ہے۔ بڑے بڑے رئیس اَور معززنہ جوئے کی بازی لگاتے ہوئے شرماتے ہیں اَور نہ اپنے کو ریس باز کہلاتے ہوئے۔ چوک میں کسی حلوائی کی دُکان سے پوری مٹھائی اپنے ہاتھ سے خریدے تو نظریں بچا بچا کر لیکن حضرت گنج میں ویلریو کی دُکان کے سامنے اپنی موٹر کھڑی کرکے کیک و پیسٹری کی خریداری بہ نفسِ نفیس بلا جھجک فرمایئے، اِس لیے کہ ''ویلریو'' حلوائی نہیں، کنفیکشنر ہے۔ کسی چوراہے پر شربت والے کی دُکان سے فالودے کا گلاس خریدنا آپ کی خودداری کے منافی لیکن حضرت گنج میں صاحب کی جگمگاتی دُکان پر آئسکریم نوش فرمانا آپ کی عزت اَور شان کے عین مطابق۔

کسی نان بائی کی دُکان کا نام اگر ''ریستوران'' پڑجائے تو وہی عار فخر میں تبدیل ہوجائے، ''نائی'' بیچارہ جب تک محض نائی ہے یا حجام، اُس کے اُسترے اَور کسوت کے آگے سر جھکانا آپ کیوں کر گوارا فرما سکتے ہیں لیکن وہی جب اپنے کو ''ہیئر ڈریسر'' کہلانے لگے اَور اپنے چوراہے کی دُکان پر ''ہیئر کٹنگ سیلون'' کا تختہ

لگادے تو وہی نا گوار کام آپ کے لیے خوشگوار و پسند دیدہ بن جائے۔ عدالت کا پیادہ جب تک ''چپڑاسی'' یا ''مذکوری'' ہے حقیر و ذلیل ہے لیکن وہی پیادہ اگر ''بیلف'' کہہ کر پکارا جائے تو معزز ہے اَور آپ کی زبان پر محض بیلف نہیں بلکہ ''بیلف صاحب'' آنے لگے گا۔ کوئی چمار یا موچی اِس قابل کب ہوتا ہے کہ آپ اُسے منہ لگائیں لیکن وہی رذیل اگر کسی ٹینری کا مالک کہلانے لگے تو معًا اُس کی رذالت آپ کی نگاہ میں عزت و شرافت سے بدل جاتی ہے اَور دُنیا کے سب سے بڑے موچی، باٹا کی قوم سے تعلق رکھنا تو عین دلیلِ اعزاز ہے۔ بستی کا ساہوکار یا مہاجن کتنا ہی بڑے سے بڑا ہو آپ کی نظر میں محض ''بنیا'' ہے لیکن وہی بنیا اگر بینک کا منیجر ہو جائے یا اپنے کو بینکر کہلانے لگے تو دیکھیے اِس کا مرتبہ دم بھر میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔

کسی رئیس کا ''مصاحب'' آپ کی نظر میں اَخلاقی حیثیت سے بے عملی، خوشامد، چاپلوسی اَور خود فروشی کا مجسمہ ہے لیکن صاحب کے ''پرائیویٹ سیکریٹری'' اَور ''اے ڈی سی'' کا نام اِدھر آیا اَور اُدھر معًا آپ کی نظروں میں کارگردگی و مستعدی، رُعب و دبدبہ کی تصویر پھر گئی! پنچایت کا نام آیا اَور آپ کے ذہن نے نیچ قوموں کا تصور شروع کر دیا لیکن اِدھر پنچایت کے بجائے پارلیمنٹ اَور اسمبلی، کونسل اَور کارپوریشن کے الفاظ بولے گئے اَور آپ کا ذہن اُن فرنگی پنچایتوں کی بلندیوں پر رشک کرنے لگا۔ کوئی مولوی غریب اگر عالمگیری اَور شامی کے جزئیاتِ فقہی کا حافظ ہے تو غبی، کودن، کندہ ناتراش اَور محض مُلّا نا ہے لیکن اگر کسی ایڈوکیٹ یا بیرسٹر صاحب کو ہائی کورٹ اَور سریم کورٹ کے نظائر اَز بر ہیں تو اُن کی قابلیت، خوش دماغی اَور ذہانت کے اعتراف میں سب سے آگے آپ ہی ہیں۔

فسانہ عجائب اَور طلسم ہوشرُ با کے نام آج مجال ہے کہ کوئی زبان پر لا سکے لیکن لندن اَور برلن، پیرس اَور نیویارک سے کتنے ہی نئے نئے عجائب، اَفسانے اَور کتنے ہی ہوشرُ با طلسمات، رُومانی و جاسوسی افسانے اَور ناوِل خدا معلوم کن کن ناموں سے ہر سال ہر ہفتہ اور ہر روز شائع ہوتے ہیں اَور اُن سے باخبر رہنا، پوری دلچسپی و اِنہماک کے ساتھ اُن کے نشر و اشاعت میں، اُن کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہنا علم و روشن خیالی کی دلیل اَور مہذب و تعلیم یافتہ ہونے کی سند ہے۔ کوئی آپ کو صلاح دے کہ ''لوہار'' کا پیشہ اِختیار کیجیے تو آپ اُسے گالی سے کچھ ہی کم سمجھیں گے لیکن مکینکل انجینئری کے عہدے کی طرف آپ خود لپک لپک کر بڑھ رہے ہیں۔ ''جراح'' کے لفظ سے جو تخیل آپ کے ذہن مین پیدا ہوتا ہے وہ کس درجہ پست ہے لیکن ''سرجن'' کا نام

لینے سے اِس پستی میں بلندی آجاتی ہے۔

محلّہ اَور پڑوس کے ''جولاہے'' آپ کے خیال میں پست واَدنیٰ لیکن کپڑا بُننے والے اگر لنکا شائر کے ہیں تو اُن کی بابت بھی آپ کا یہی خیال ہے؟ ''بزاز'' گز ہاتھ میں لیے اَور سر پر گٹھڑی اُٹھائے شہر میں پھیری کرتے پھرتے ہیں تو اُن کی کوئی عزت و وقعت نگاہ میں نہیں لیکن وہی کپڑا بیچنے والے اگر مانچسٹر کے باشندے ہیں تو معزز اَور بلند ہیں۔ بزرگوں کی سالانہ فاتحہ دِلانا دلیل حمق اَور علامتِ وہم پرستی لیکن فلاں کالج کے احاطے میں ''فاؤنڈرس ڈے'' یا ''یومِ تاسیس'' دُھوم دھام سے منانا دلیلِ دانش و برہان اَور روشن خیالی! لکھنؤ کے چوک یا دہلی کے چاوڑی کی پیشہ ور کا نام آپ بے تکلف اَور آزادی کے ساتھ ہرگز اپنے کسی بزرگ کے سامنے نہ لیں گے نہ کسی کا ناچ دیکھنے کھلم کھلا تشریف لے جائیں گے لیکن ڈرائنگ رُوم میں گھر کے سب مردوں اَور عورتوں اَور لڑکوں اَور لڑکیوں کے سامنے ٹی وی پر بے تکلف فلاں بائی جی اَور فلاں ''جان'' کے نغموں اَور ٹھمریوں سے لطف اُٹھائیں گے اَور جو فلمی آرٹسٹ آپ کے دِل میں جگہ کرلے پوری بیباکی سے آپ اُس کے چرچے ہر چھوٹے بڑے کے سامنے کریں گے۔

کوئی کہاں تک گنائے اَور ناموں اَور لفظوں کی کتنی لمبی فہرست تیار کرے۔ نمونے کے لیے یہ کافی بلکہ کافی سے کچھ زائد ہی ہیں۔ اپنی واقفیت کی دُنیا میں خود نظر دَوڑائیے اَور دیکھ لیجیے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں معاشرت و معاملات کے ہر گوشے میں فرنگیت کا کتنا رُعب ہم پر اَور آپ پر چھایا ہے۔ حقیقت ایک، معنٰی و مفہوم متحد لیکن جو لفظ اَور جو نام فرنگیت اَور ''صاحب'' کے رشتے سے آپ کے کانوں تک پہنچے ہیں اُن سے کتنی زیادہ عظمت، کتنی زیادہ اہمیت، کتنی زیادہ بلندی ہمارے دلوں اَور دماغوں نے غیر محسوس طور پر قبول کرلی ہے! اَگلوں نے بہت کیا تو یہی کیا کہ ملک فتح کر لیے، قلعے تعمیر کر لیے، قلعے سَر کر ڈالے، فوجوں کو میدانِ جنگ میں شکست دے دی۔ اِس سے زیادہ نہ چنگیز سے کچھ بن پڑا نہ ہلاکو سے، نہ دارا سے، نہ اسکندر سے، یہ شرف مخصوص اُسی دور کے لیے ہے کہ جسم کے ساتھ ساتھ دل و دماغ بھی فتح کر لیے جاتے ہیں اَور ہاتھوں پیروں کے علاوہ عقلوں دماغوں اَور بصیرتوں سے بھی خطِ غلامی لکھوالیا جاتا ہے یہاں تک کہ غریب محکموں کے پاس ''خیر و شر''، حسن و قبح، ہنر و عیب کا معیار لے دے کے بس یہی ایک رہ جاتا ہے کہ ''صاحب'' کی چشمِ التفات کدھر ہے؟ عزت بھی ''صاحب'' کی دِی ہوئی اَور دولت بھی سَرکار کی مرحمت کی ہوئی، دین بھی وہیں کا عطیہ

اَور دُنیا بھی وہیں کی بخشش، اَب نہ ہندو ہندو ہے، نہ مسلمان مسلمان، سب ''رعایائے سرکار'' اَب نہ کوئی اللہ دین ہے نہ رام دین بلکہ سب کے سب چھٹ چھٹا کر ''صاحبِ دین۔''

عام الفاظ کو چھوڑیے ستم یہ ہے کہ اَعلام واسماء معرفہ تک یورپ زدگی کی وبا سے محفوظ نہیں۔ میاں ''کلو'' کو آپ نے اپنے یہاں جب دیکھا اِکہ دربانی ہی کرتے پایا لیکن میجر بلیک آپ کے شہر کے سول سرجن ہیں۔ ''کلوامہتر'' آپ کے محلّہ ہی میں رہتا ہے لیکن پروفیسر ''بلیکی'' یونیورسٹی کے ایک ممتاز پروفیسر ہیں۔ ''لالہ گھاسی رام'' بیچارے ''کانجی ہاؤس'' کی محرری سے آگے عمر بھر نہ بڑھ سکے لیکن بریگیڈیئر جزل ''ہے'' (Hay) برطانوی فوج کے ایک مشہور ومعروف اَفسر ہیں۔ ''میاں رمضانی'' اَور ''میاں شبراتی'' کی ساری عمر خدمت گاری میں گزری لیکن ''مسٹرمے'' اَور ''ڈاکٹر فرائڈے'' پارلیمان کے نامور رُکن ہیں، ''مٹھوا کہار'' (May) اَور ''طوطا کلوار'' آپ کی بستی ہی میں اپنی زندگی کے دن پورے کررہے ہیں لیکن ''سرجان پارٹرج '' (Partridge) آپ کے صوبے کے گورنر تھے، مسٹر ''کاک'' (Cock) اِس وقت آپ کے ضلع کے کلکٹر ہیں اَور ''سوان'' (Swan) صاحب ابھی تبدیل ہوکر کمشنری پر گئے ہیں۔ آپ کی ماما کا لڑکا ''شیرا'' بیچارا اَب تک چپڑاسی کی جگہ خدمت گزاری کررہا ہے لیکن ''بُل'' (Bull) صاحب ترقی پاکر کمشنر ہوگئے ہیں اَور مسٹر لیمب (Lamb) اَور مسٹر ''کِڈ'' (Kid) آپ ہی کے ضلع میں حاکم بندوبست اَور جوائنٹ مجسٹریٹ ہیں۔ ''دریاؤ سنگھ'' غریب کو لائن جمعداری سے آگے بڑھنا نصیب نہ ہوا مگر سرجان لیک (Lake) دیکھتے ہی دیکھتے ای آئی آر کے ایجنٹ ہوگئے۔ ''لالہ لوہاری مل'' کے چلائے عرائض نویسی کا کام بھی نہ چلا لیکن جسٹس اسمتھ (Smith) حکومتِ ہند کے ہوم ممبر ہیں۔ جنگلی گھسیارہ بیچارہ عمر بھر گھاس ہی چھیلتا گیا مگر سرجان فاسٹر (Forester) سنا ہے کہ امریکہ میں برطانیہ کے کونسل جنرل ہوگئے۔

(بشکریہ : ماہنامہ وفاق المدارس ملتان، جنوری ۲۰۱۰ء)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

نمازی کے سامنے سے گزرنے کا گناہ :

عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِىْ جُهَيْمٍ يَسْأَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِى الْمَارِّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّى فَقَالَ اَبُوْجُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّى مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُوالنَّضْرِ لَا اَدْرِىْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً . (بخاری ج اص ۷۳، مسلم ج اص ۱۹۷، ترمذی ج ا ص ۷۹، نسائی ج ا ص ۸۷،مؤطا امام مالك ص ۱۳۸ مشکوۃ ص ۷۴)

حضرت بُسر بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد جُہَنی رضی اللہ عنہ نے اُنہیں حضرت ابوجُہیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ اُن سے پوچھ کر آؤ کہ آپ نے رسولِ اکرم ﷺ سے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کے بارے میں کیا حدیث سُنی ہے؟ حضرت ابوجُہیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اِس گناہ کو جان لے جو اُس کو ہوتا ہے تو وہ چالیس (سال) تک ٹھہرا رہے یہ اِس سے بہتر ہے کہ وہ اُس کے سامنے سے گزرے۔ (حضرت بُسر بن سعیدؒ کے شاگرد) ابوالنضرؒ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ حضرت بُسرؒ نے چالیس دِن کہا تھا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

ف : حدیثِ پاک کی کتاب ابنِ ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس سلسلہ میں جو حدیث مروی ہے اُس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : تم میں سے ایک شخص کا سوسال کھڑے رہنا اُس کے لیے اِس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کے سامنے سے گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔ اِس حدیث

سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث جو حضرت ابوجُہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِس میں چالیس سال ہی مراد ہوں گے، بہرحال اِن دونوں حدیثوں سے معلوم ہورہا ہے کہ نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا بڑے گناہ کی بات ہے اِس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

مسجدِ نبوی شریف میں چالیس نمازیں باجماعت پڑھنے کا ثواب :

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَ ۃٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَرَاءَ ۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِیْءٌ مِّنَ النِّفَاقِ . (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات وروی الترمذی بعضہ کذا فی مجمع الزوائد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا : جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں اِس طرح پڑھے کہ ایک نماز بھی اُس کی مسجد سے فوت نہ ہو تو اُس کے لیے آگ سے براءت لکھی جاتی ہے عذاب سے براءت لکھی جاتی ہے اَور وہ شخص نفاق سے بری ہے۔

ف: حدیثِ پاک میں مذکور فضیلت کو پانے کے لیے زائرین مدینہ طیبہ آٹھ روز وہاں قیام کرتے ہیں تاکہ اِن دنوں میں چالیس نمازیں پوری ہوجائیں، یاد رہے کہ یہ فضیلت مردوں کیلیے ہے عورتوں کیلیے نہیں۔

مسجد میں چالیس دِن تکبیر اُولیٰ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے کا ثواب :

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ جَمَاعَۃً اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً لَا تَفُوْتُہُ الرَّکْعَۃُ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عِتْقًا مِّنَ النَّارِ . (ابن ماجہ ص ۵۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے جو شخص مسجد میں چالیس دِن جماعت کے ساتھ اِس طرح نماز پڑھے کہ عشاء کی نماز کی پہلی رکعت جماعت سے فوت نہ ہو (یعنی تکبیر اُولی کے ساتھ جماعت میں شریک ہو) تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے آگ سے براءت لکھ دیتے ہیں۔

اِسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

﴿ جناب محمد ندیم رضا صاحب، لاہور ﴾

یہ بات عام طور پر دیکھی جاتی ہے کہ اِسلام اَور اِیمان کا اِقرار کرنے کے باوجود ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے کام کرتے نظر آتے ہیں جو اِسلام کے منافی ہوتے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہم نے اپنی شخصیت کو اِسلام کے مطابق ڈھالا نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگوں نے اِسلامی شخصیت کو سمجھا ہی نہیں ہوتا اَور اُن کا خیال ہوتا ہے کہ جو شخص نمازی اَور روزہ دار اَور اِسلام کی ظاہری شکل وصورت پر پورا اُترتا ہے تو اُس کی شخصیت اِسلامی ہوتی ہے۔ اِس غلطی کی وجہ سے اگر اِسی شخص کو کوئی داڑھی والا دُکاندار دَو نمبر چیز بیچ دے تو وہ اِس کا قصور وار بھی اِسلام کو اَور مجموعی طور پر مسلمانوں کو قرار دیتا ہے اَور یہ بات عام طور پر سننے میں آتی ہے کہ مولوی ہوتے ہی دو نمبر ہیں یا مسلمان ہیں ہی دھوکے باز۔

یہاں یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ نماز اَور روزہ اِسلام کے اَحکامات ہیں اَور یہ سب مسلمانوں پر فرض ہیں اَور اِسی طرح اِسلام نے ظاہری طور پر پورے کرنے کے لیے بھی کچھ اَحکامات دیے ہیں مثلاً عورتوں کا پردہ کرنا اَور مردوں اَور عورتوں کا ایک دُوسرے کی شکل وصورت اِختیار نہ کرنا لہٰذا جو مسلمان بھی اِسلام کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کو پورا کرے گا تو اُس کو اُس کا ثواب ملے گا اَور اِسی طرح اگر وہ کوئی گناہ کرے گا تو اُسے اِس کا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اُس کو دیکھ لے گا اَور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔ (سُورہ زلزال ۸،۷)

اِس وضاحت کے بعد اَب یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ایک شخص اِسلام کے کچھ اَحکامات تو پورے کر رہا ہوتا ہے لیکن بہت سے احکامات میں وہ اِسلام کی نافرمانی کرتا رہتا ہے۔ اِس چیز کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ اِنسان کی شخصیت کی حقیقت کیا ہے۔

اِنسان کی شخصیت دو پہلوؤں سے مل کر بنتی ہے ذہنیت اَور رُجحانات۔ اِنسان کی ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ وہ کوئی بھی عمل کرتے ہوئے یا کسی بھی مسئلے کا حل نکالتے ہوئے کسی بنیادی سوچ کی طرف رُجوع کرتا ہے

مثلاً کپڑے خریدتے وقت وہ معاشرے میں رائج فیشن کو دیکھتا ہے یا اَحکامِ شریعہ کو، کاروبار کرتے ہوئے وہ پیسے کی لالچ میں سب کچھ کر جاتا ہے یا حلال وحرام کے مطابق عمل کرتا ہے، سیاست کرتے ہوئے وہ کفریہ جمہوری نظام کے نفاذ کی کوشش کرتا ہے یا اِسلامی نظامِ حکومت یعنی خلافت کی، معاشرے میں تبدیلی لانے کے لیے وہ مغربی انقلابوں سے رہنمائی لیتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے، وہ اِسلام کو صرف عبادات کا مجموعہ سمجھتا ہے یا ایک مکمل دین جس میں عقائد اخلاقیات اَور عبادات سے لے کر معاملات، معاشرت اَور نظامِ حکومت اَور تمام دُوسرے نظام ہائے حیات پائے جاتے ہیں۔

اگر وہ اپنی ہر سوچ کو اِسلام کی بنیاد پر بناتا ہے تو اُس کی ذہنیت اِسلامی ہوگی لیکن اگر وہ نماز کے وقت نماز تو پڑھ لیتا ہے لیکن جمہوریت میں ووٹ ڈالتے ہوئے اِسلام کی طرف دیکھتا تک نہیں کہ اِسلام کا اِس بارے میں کیا حکم ہے تو اُس کی ذہنیت اِسلامی نہیں ہے کیونکہ اُس نے اِسلام کو اپنی ہر سوچ کی بنیاد نہیں بنایا۔ اِسلامی ذہنیت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر عمل میں اللہ کی رضاء کے حصول کو مدِنظر رکھا جائے ساتھ ساتھ اِسلامی اَفکار اَور اَحکامات کا علم حاصل کیا جائے تاکہ جہالت کی وجہ سے اَنجانے میں بھی اِنسان اِسلامی احکامات کے خلاف عمل نہ کرے۔

جہاں تک رُجحانات کا تعلق ہے تو اِسلامی شخصیت کے لیے اِن کا اِسلامی ہونا بھی ضروری ہے۔ رُجحانات کا اِسلامی ہونے سے مراد یہ ہے کہ ہم نہ صرف اپنا ہر مسئلہ اِسلام کے حکم کے مطابق حل کریں بلکہ اُس حل میں ہمارا دِل بھی مطمئن ہو۔ دُوسرے لفظوں میں ہماری تمام خواہشات بھی اِسلام کے مطابق ہوں یعنی جو چیز اللہ کے حکم کے مطابق ہو وہی ہمیں پسند آئے اَور اُس کے حکم کے خلاف ہو ہمیں بھی اُس سے نفرت ہو لہٰذا جیسے اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم دیا ہے تو پھر نہ صرف یہ کہ ہمارے معاشرے میں اِس پر عمل ہو بلکہ اِس کو عورتیں پسند بھی کریں اَور اُنہیں مغربی اَور ہندو فیشن میں اپنی ذلّت اَور بے عزتی نظر آئے، ہمارے تاجروں کو حرام سے نفرت ہو اَور حلال کمائی کی خواہش۔ اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سُن کر کہ ''جو شخص مرا جبکہ نہ اُس نے جہاد کیا اَور نہ کبھی اُس کے دل میں جہاد کا خیال گزرا تو وہ نفاق کی ایک قِسم پر مرا'' (مسلم)۔ ہمارے نوجوانوں میں جہاد کی خواہش پیدا ہونی چاہیے نہ کہ صرف اپنے کیریئر کی فکر۔ اِس حدیث کو سُن کر ہمیں نہ صرف عصبیت چھوڑ دینی چاہیے بلکہ اِس سے نفرت بھی ہونی چاہیے کہ ''جو شخص عصبیت کی طرف

بُلائے، عصبیت کی خاطر لڑے اَور عصبیت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ابوداؤد)

رُجحانات کو اِسلامی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ صرف فرائض کی بجا آوری اَور حرام سے بچنے پر ہی اِکتفاء نہ کیا جائے بلکہ جتنے زیادہ ہوسکیں مندوب اَعمال بھی بجالائے جائیں۔ جب کسی شخص کی یہ دونوں چیزیں یعنی ذہنیت اَور رجحانات اِسلام کے مطابق ہوجاتے ہیں تو پھر ہی اُس کی شخصیت حقیقی معنوں میں اِسلامی شخصیت بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے : ''سو قسم ہے تیرے رب کی ! یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ اُن میں کردیں اُن سے اپنے دِل میں کسی طرح کی تنگی اَور ناخوشی نہ پائیں اَور فرمابرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔'' (سورۃ النساء :۶۵)

اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے : ''تم میں سے کوئی اُس وقت تک (حقیقی) مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک اُس کی خواہشات اُس کے مطابق نہ ہوجائیں جو میں لایا ہوں'' (شرح السُّنَّة)

یہاں یہ بات بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ اِسلامی شخصیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اُس شخص سے کبھی کوئی خلافِ شرع کام سرزَد ہی نہیں ہوسکتا کیونکہ معصوم صرف اَنبیاء کی ذات ہوتی ہے اَور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے بھی کبھی نہ کبھی خلافِ شرع کام ہوجایا کرتے تھے لیکن اُن کو اِس کی وجہ سے غیر اِسلامی شخصیت قرار نہیں دیا گیا لیکن اِسلامی شخصیت کا تقاضہ یہ ہے کہ کسی گناہ کے سرزَد ہوجانے کے بعد اِنسان فوراً توبہ کرے اَور اُسے خلافِ شرع کام سے نفرت اَور اُس پر ندامت ہو۔

آج مسلمانوں کو صرف اِس بات پر ہی اِکتفاء نہیں کرلینا چاہیے کہ وہ اِسلام کی چند عبادات کو پورا کررہے ہوں جبکہ باقی کا سارا اِسلام صرف قرآن اَور کتبِ حدیث تک محدود ہوکر رہ گیا ہو۔ اِسلام صرف عبادات کے مجموعے کا نام نہیں ہے بلکہ اِسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ لہٰذا نماز اَور روزہ کی پابندی کرنے والے مسلمانوں کو یہ بات کیوں محسوس نہیں ہوتی کہ جس اللہ نے اُنہیں نماز کا حکم دیا ہے اُسی نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا بھی حکم دیا ہے، اور اُسی نے ہی سود کو حرام قرار دیا ہے، جہاد کو فرض کیا ہے، خلافت کے قیام کے بغیر مرنے والے مسلمان کی موت کو جاہلیت کی موت قرار دیا ہے اَور اِسی طرح بہت سے اَور احکامات دیے ہیں جو اِسلامی نظام کے بغیر پورے نہیں ہوسکتے۔ (باقی صفحہ ۱۳)

دینی مسائل

﴿ اَولاد کی پرورش کا بیان ﴾

پرورِش کا حق کس کو ہے؟ :

مسئلہ : میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اَور طلاق مل گئی اَور گود میں بچہ ہے تو اُس کی پرورش کا حق سب سے پہلے ماں کو ہے، ماں لینے پر تیار نہ ہو اور دُوسرے لینے پر تیار ہوں تو پھر پرورش کا حق نانی کو پھر پرنانی کو اُس کے بعد دادی کو ہے، یہ نہ ہوں تو سگی بہنوں کو حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورِش کریں۔ اُس کی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں مگر جو ماں شریک بہنیں ہیں وہ پہلے ہیں پھر باپ شریک بہنیں ہیں پھر خالہ اَور پھر پھوپھی۔ اگر اِن عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو پھر باپ زیادہ مستحق ہے پھر دادا پھر سگا بھائی پھر باپ شریک بھائی پھر سگے بھائی کے لڑکے پھر باپ شریک بھائی کے لڑکے وغیرہ پھر چچا تایا پھر چچازاد بھائی وغیرہ۔

اگر یہ مرد رشتہ دار جن کا ذکر ہوا اَور جو عصبہ ہیں یعنی جن کے ساتھ رشتہ میں عورت کا واسطہ نہیں آتا اگر نہ ہوں تو پھر ذُوی الارحام یعنی وہ رشتہ دار جن کے ساتھ رشتے میں عورت کا واسطہ آتا ہے اُن کا حق ہے۔ اُن میں مقدم ماں شریک بھائی ہے پھر اُس کا بیٹا ہے پھر ماں شریک چچا پھر سگا ماموں ہے پھر ماں شریک ماموں ہے وغیرہ۔

مسئلہ : اگر ایک درجے میں ایک سے زیادہ افراد ہوں مثلاً ایک سے زیادہ سگی بہنیں ہیں یا ایک سے زیادہ سگے بھائی ہیں تو اُن میں حقدار وہ ہوگا جو سب سے زیادہ نیک ہو پھر جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو پھر جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

مسئلہ : چچازاد بھائی لڑکے کی پرورش کا حق تو رکھتا ہے لڑکی کی پرورش کا حق نہیں رکھتا کیونکہ اِن میں آپس میں محرمیت نہیں ہے۔

پرورش کے حق کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں :

(۱) اَمین ہو اَور اُس سے بچہ کے ضائع ہونے کا اَندیشہ نہ ہو مثلاً پرورش کرنے والی عورت اپنی

ملازمت وغیرہ میں زیادہ وقت گھر سے باہر رہتی ہو اَور اُس سے بچہ ضائع ہوتا ہو تو اُس کو حق نہیں ہوگا۔

(۲) پرورش کرنے کی قدرت ہو۔

(۳) فاسق فاجر نہ ہو کہ اُس کے فسق و فجور کی وجہ سے بچہ ضائع ہوتا ہو۔

مسئلہ : اگر عورت فاسق ہو لیکن ایسا فسق ہو کہ بچہ ضائع نہ ہوتا ہو مثلاً عورت بے نمازی ہے یا ٹیلی ویژن دیکھتی ہے تو بچہ کی سمجھداری کی عمر تک اُس کو پرورش کا حق رہے گا۔

مسئلہ : اگر ایسا فسق ہو کہ جس سے بچہ ضائع ہوتا ہو مثلاً زِنا و بدکاری میں مبتلا ہو یا چوری ڈاکہ کرتی ہو تو اُس کو حق نہ ہوگا۔

(۴) باپ اگر تنگ دست ہو تو اِس کے باوجود حقدار مفت پرورش کرنے پر تیار ہو۔

(۵) حقدار بچے کو ایسے گھر میں نہ رکھے جس میں بچے سے بغض رکھنے والے لوگ ہوں۔

(۶) اگر پرورش کرنے والی عورت ہو تو وہ اَجنبی شوہر کے نکاح میں نہ ہو۔

مسئلہ : اگر ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کرلیا جو بچے کا محرم رشتہ دار نہیں تو اَب اِس بچے کی پرورش کا حق ماں کو نہیں رہا۔ البتہ اگر اِس بچے کے کسی محرم رشتہ دار سے نکاح کرلیا تو ماں کا حق باقی ہے۔ ماں کے سوا کوئی اَور عورت جیسے بہن، خالہ وغیرہ مرد سے نکاح کرلے تو اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ اَب اِس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔

مسئلہ : غیر مرد سے نکاح کرلینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اُس مرد نے طلاق دے دی یا مر گیا تو اَب پھر ماں کا حق لوٹ آئے گا اَور بچہ اِس کے حوالے کردیا جائے گا۔

پرورش کا حق کب تک ؟

لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اُس کی پرورش کا حق رہتا ہے۔ جب سات برس کا ہوگیا تو اَب باپ اِس کو زبردستی لے سکتا ہے تاکہ وہ لڑکے کی تعلیم و تربیت کرے اَور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس کی عمر تک رہتا ہے۔ جب نو برس کی ہوگئی تو باپ لے سکتا ہے تاکہ وہ لڑکی کی حفاظت کرے، اَب عورت کو روکنے کا حق نہیں۔

پرورش کے چند دیگر مسائل :

مسئلہ : پرورش بچے کا حق ہے لہٰذا ماں کو اِس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا البتہ اگر اگلے درجے کا کوئی شخص بچے کی پرورش کرنے پر راضی ہو تو پھر ماں کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔

مسئلہ : عورت اگر بچے کے باپ کے نکاح میں نہ ہو یا اُس کی عدت میں نہ ہو تو اُس کو پرورش کرنے کی اُجرت لینے کا حق حاصل ہے جو اگر بچے کے پاس مال ہے تو اُس میں سے ملے گی ورنہ بچے کا باپ دے گا۔

مسئلہ : بچے کی پرورش کا خرچہ یعنی جو بچے پر خرچ ہو وہ سارا باپ کے ذمہ ہے۔

مسئلہ : لڑکا جب سات سال کا ہوجائے اَور لڑکی جب نو سال کی ہوجائے تو باپ اُن کو لے لے گا بچہ کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ جس کے ساتھ چاہے رہے۔

مسئلہ : لڑکا جب بالغ ہوجائے اور سمجھ بوجھ والا ہوجائے اوراس پر امن ہو تو باپ اِس کو زبردستی اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا، وہ چاہے اکیلا رہے چاہے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ رہے۔

ماں باپ کو بچے سے ملنے کا حق :

مسئلہ : بچہ والدین میں سے ایک کے پاس ہو تو دُوسرے کو بچے سے روزانہ ایک مرتبہ ملنے کا اَور خبر گیری کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ : بچہ والدین کے علاوہ کسی اَور کے پاس ہو تو ماں باپ دونوں کو ایک مرتبہ روزانہ ملنے کا حق ہے۔

مسئلہ : بچہ والدین میں سے کسی ایک کی پرورش میں ہو تو اُس پر واجب نہیں ہے کہ وہ بچے کو دُوسرے سے ملانے کے لیے بھیجے بلکہ دُوسرا خود آکر مل جائے اَور پرورش کرنے والا ملنے سے روک نہیں سکتا۔

مسئلہ : بچہ جب ماں کی پرورش میں ہو اَور ماں اُس کو کسی دُوسرے شہر لے جانا چاہے تو باپ کی اجازت کے بغیر نہیں لے جاسکتی سوائے اِس صورت کے کہ ماں کا آبائی شہر کوئی دُوسرا ہوا ہو اَور شوہر نے اِس سے اِس شہر میں نکاح کیا ہو تو وہ بچے کو اپنے آبائی شہر لے جاسکتی ہے۔ اِسی طرح بچہ جب باپ کی پرورش میں ہو تو وہ اُس کو ماں کی اجازت کے بغیر دُوسرے شہر نہیں لے جاسکتا۔ ✿ ✿ ✿

نام کتاب : دلیل الفالحین شرح اُردو ریاض الصالحین (پانچ جلد)

مترجم : مولانا شمس الدین صاحب

سائز : ۲۰×۳۰/۸

ناشر : مکتبۃ العلم اُردو بازار لاہور

قیمت : درج نہیں

شارح مسلم علامہ نووی رحمہ اللہ کی کتاب ''ریاض الصالحین'' کسی تعارف کی محتاج نہیں، قدیمًا وحدیثًا علماء عرب وعجم اِس کی شروحات لکھتے رہے ہیں اِس کی ایک ضخیم شرح گیارہویں صدی کے بزرگ شیخ محمد علی بن محمد علّان صدیقی شافعی رحمہ اللہ نے تحریر فرمائی تھی جس کا نام اُنہوں نے ''**دلیل الفالحین لطُرق ریاض الصالحین**'' رکھا تھا، اِس وقت ہمارے پیش نظر اِسی ''دلیل الفالحین'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مولانا شمس الدین صاحب فاضل جامعہ اَشرفیہ نے کیا ہے، کیونکہ شرح کی اَصل عربی عبارت نہیں دی گئی صرف ترجمہ دیا گیا ہے اِس لیے اِس ترجمہ کے بارے میں کچھ کہنا تو مشکل ہے تاہم شرح کے ترجمہ سے طلباء کے لیے اصل کتاب کا حل ضرور آسان ہوگیا ہے، بہت سے مقامات پر کتابت کی غلطیاں نظر آئیں اگر آئندہ اَیڈیشن میں تصحیح کر دی

جائے تو اچھا ہوگا۔

دُوسرے اِس طرف بھی توجہ ضروری ہے کہ ٹائٹل پیج پر جو کتاب کا نام دیا گیا ہے ''دلیل الفالحین شرح اُردو ریاض الصالحین'' یہ صحیح نہیں لگتا کیونکہ اِس سے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ریاض الصالحین کی شرح دلیل الفالحین اُردو میں لکھی گئی ہے حالانکہ وہ تو عربی میں ہے نہ کہ اُردو میں، لہٰذا اُوپر اُردو ترجمہ کا کوئی نام لکھ کر پھر یہ لکھا جائے اُردو ترجمہ دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین مثلاً اِدْوَاءُ الطَّالِبِیْنْ اُردو ترجمہ دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین، بہرکیف یہ ترجمہ طلباء کے لیے کار آمد ہے وہ اِس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

نام کتاب : تاریخی دَستاویز

مرتب : حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم

صفحات : ۷۵۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : اِدارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

قیمت : درج نہیں

اِس کتاب کے بارے میں ص ۶ پر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کے تأثرات دیے گئے ہیں اُن ہی کو بطورِ تبصرہ یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، مولانا تحریر فرماتے ہیں :

ہمارے مخدوم حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم کو اللہ رب العزت نے خاص ذوق بخشا ہے وہ مختلف عنوانات پر اَکابرِ اُمت کے رشحات قلم کو یکجا کر کے نئی جمع وترتیب سے بہت عمدہ گلدستے تیار کر کے مسلم اُمہ کے دِل و دماغ کو معطر کرتے رہتے ہیں۔

اَب تک حضرت حاجی صاحب کی مندرجہ ذیل کاوِشیں سامنے آچکی ہیں :

(۱) گلدستہ تفاسیر........اُردو کی چھ مستند تفاسیر کے عام فہم اِقتباسات کا مجموعہ

(۲) دینی دسترخوان......اِسلامی تعلیمات کا مکمل اِنسائیکلوپیڈیا

(۳) تعمیرِ اِنسانیت......متفرق موضوعات پر اِنسانی تعمیر سے متعلق تحریرات کا مجموعہ

(۴) ختمِ نبوت کے ڈاکو......مصروف ترین حضرات کے لیے قادیانیت کا مختصر تعارف

(۵) وصیت نامہ......وصیت سے متعلق مکمل مختصر گوشوارہ

اِس وقت زیرِ نظر حضرت مخدوم کی نئی کتاب ''فتنہ قادیانیت کے لیے اُمتِ مسلمہ کی کاوِشوں پر مبنی تاریخی دستاویز'' ہے۔ اِس میں حضرت حاجی صاحب نے فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے اُمتِ مسلمہ کو آگاہ کرنے کے لیے اکابرین علماءِ اِسلام کے رشحات قلم کو یکجا کر کے خوبصورت و جامع کتاب ترتیب دی ہے۔

فتنہ قادیانیت کے اِستیصال کے لیے جن اکابرِ اُمت نے جو خدمات سرانجام دیں اُن کا بھی جستہ جستہ تذکرہ ہے۔ غرض قادیانی عقائد و نظریات اَور اُس کے خلاف کام کرنے والے حضرات کی جامع تاریخ مرتب کر کے آپ نے شاندار اَور تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

اِس عنوان پر یہ کتاب ''اِنسائیکلوپیڈیا'' ہے حضرت حاجی صاحب نے مدینہ منورہ سے صرف اِس کام کے لیے سفر کیا اَور مختلف حضرات سے مل کر مشورہ کر کے اِسے مرتب کیا۔

حضرت حاجی صاحب نے اکابرِ اُمت کی محنتوں کو جس خوبصورت و حسین جدید اسلوب سے مرتب کیا ہے اِس پر وہ بہت ہی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حق تعالیٰ اُن کی خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت سے نواز کر صاحبِ ختمِ نبوت ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ کا ذریعہ بنائیں، آمین۔''

❁

نام کتاب : اِمام بخاریؒ کا عادِلانہ دفاع

تصنیف : حضرت مولانا عبدالقدوس قارِن صاحب زید مجدہم

صفحات : ۱۴۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : عمر اَکادمی نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

قیمت : ۸۰

مرکزی اشاعت التوحید والسنہ کے بانی علامہ احمد سعید چتروڑگڑھی نے حدیثِ پاک کی مرکزی کتاب بخاری شریف اَور اُس کے رُواۃ کے خلاف ایک زہریلی کتاب ''قرآن مقدس اَور بخاری محدِّث'' لکھی تھی جس میں اِنتہائی دجل و تلبیس سے کام لیا گیا تھا۔ اِس کتاب کی اشاعت پر علمی حلقوں میں طبعی طور پر ہیجان پیدا ہوا جس کے سبب چتروڑگڑھی صاحب کو جیل جانا پڑا۔ مختلف علماء نے فورًا اِس کتاب کا تعاقب کیا اور اِس کے جوابات لکھے۔ حضرت مولانا عبدالقدوس قارِن صاحب زید مجدہم شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے بھی اپنے خاص طرزِ تحریر سے اِس کے تار و پود کو بکھیرا اَور ''امام بخاریؒ کا عادلانہ دفاع'' کے نام سے اِس کا بہترین رَد لکھا، اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اَور وہ ہمیشہ حق کے دفاع کا فریضہ انجام دیتے رہیں، علماء و طلباء اِس کتاب سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

۞

نام کتاب : اِنتخابات شرح اُردو مرقات

تصنیف : مولانا حافظ محمد حفیظ الرحمٰن مسرت

صفحات : ۲۲۴

ناشر : مکتبہ اِصلاح و تبلیغ مارکیٹ ٹاور حیدرآباد

قیمت : درج نہیں

مولانا فضل امام خیر آبادیؒ (م: ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) کی فنِ منطق میں معروف کتاب ''مرقات'' مدارس میں داخلِ درس ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب ''انتخابات'' اِسی کی اُردو شرح ہے، کتاب کا طرز اِس طرح ہے کہ مصنف اُوپر جلی قلم متن دیتے ہیں پھر ترجمہ درج کرتے ہیں اَور اُس کے بعد آسان تشریح۔ اِس طرح کتاب کو سمجھنا سہل ہو جاتا ہے۔

۞

نام کتاب : علم النحو

تصنیف : حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاوَلیؒ

صفحات : ۱۱۲

ناشر : مکتبہ اصلاح وتبلیغ مارکیٹ ٹاور حیدر آباد

قیمت : درج نہیں

''علم النحو'' عربی گرامر کا ایک معروف رسالہ ہے جو مدارسِ عربیہ کے نصاب میں داخل ہے، حضرت مولانا امیر الدین صاحب نے اِس کو آسان بنانے کے لیے اِس میں جدید اِضافات کیے ہیں، مکتبہ اصلاح وتبلیغ والوں نے ''علم النحو'' اِن ہی اِضافات کے ساتھ شائع کیا ہے، یہ رسالہ طلباء کے لیے مفید ہے۔

✿

نام کتاب : تعلیم الاسلام (کامل ۴ حصے)

تصنیف : حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ

سائز : ۲۰×۳۰/۱۶

ناشر : مکتبہ اِصلاح وتبلیغ مارکیٹ ٹاور حیدر آباد

قیمت : درج نہیں

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کی تصنیفِ لطیف ''تعلیم الاسلام'' ایک مشہور ومعروف کتاب ہے جو آپ نے بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے نہایت آسان اَنداز میں سوال و جواب کی صورت میں تحریر فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے اِس قدر قبولیت سے نوازا کہ یہ برِصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر مما لک میں بھی پہنچی اَور مختلف زبانوں میں اِس کے ترجمے ہوئے، عرصہ سے یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو رہی ہے، اِسی کتاب کو مکتبہ اصلاح وتبلیغ کی طرف سے چند اِضافات کے ساتھ شائع کیا گیا ہے، شروع میں حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کی سوانح اَور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی چہل حدیث درج کی گئیں ہیں اَور آخر میں چالیس مسنون دُعائیں ترجمہ کے ساتھ دی گئیں ہیں اِس طرح یہ کتاب بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے لیے بھی نافع ہوگئی ہے۔ (ن۔ا)

✿ ✿ ✿

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

١١رفروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب شیخ نجم الدین صاحب کی والدہ صاحبہ کے جنازہ میں شرکت کے لیے جڑانوالہ تشریف لے گئے۔ مرحومہ کے صاحب زادگان کی خواہش پر حضرت نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بعد اَزاں مرکزی جامع مسجد جڑانوالہ کے خطیب مولانا ماجد صاحب کے اِصرار پر چندمنٹ کے لیے اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ بعد نمازِ عصر جڑانوالہ سے واپس روانہ ہوئے اَور رات نو بجے بخیریت گھر پہنچ گئے۔

١٣رفروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ختمِ نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے شیر شاہ کالونی تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختمِ نبوت کے موضوع پر مختصر بیان فرمایا اَور اِختتامی دُعا کرائی۔

١٤رفروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مولانا اَشرف صاحب کے ہمراہ فاضل جامعہ مفتی صدیق صاحبؒ کی تعزیت کے لیے قصور تشریف لے گئے جہاں آپ نے اُن کے بچوں سے تعزیت کی۔

رُودادِ سفر حضرت مہتمم صاحب : (بقلم : شریکِ سفر بھائی اِنعام اللہ متعلم جامعہ مدنیہ جدید)

١٩رفروری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب الحاج محمد علی شمسی صاحب کے اِصرار پر اُن کی بیٹی کے نکاح میں شرکت کی غرض سے بذریعہ ریل گاڑی سکھر کے لیے روانہ ہوئے ، ظہر کے قریب جب ریل گاڑی رحیم یار خان اسٹیشن پر رُکی تو ہمارے جامعہ میں پڑھے ہوئے طالب علم محمد علی صاحب حضرت سے ملاقات کے لیے منتظر تھے، ریل گاڑی صرف دومنٹ رُکی اِس لیے حضرت نے اُتر کر مصافحہ پر اِکتفا کیا، آگے صادق آباد اسٹیشن پر ہمارے جامعہ کے ایک اَور طالب علم خدا بخش صاحب کے بھائی قاری سلمان صاحب اَور اُن کے رفقاء حضرت سے ملاقات کے لیے منتظر تھے ریل گاڑی صرف دومنٹ رُکی ، دُعائے خیر کے بعد آگے روانگی ہوئی ، سفر کی آخری منزل پر الحاج محمد علی شمسی صاحب اَور محمد عثمان شمسی صاحب حضرت کو لینے کے لیے

سکھر اسٹیشن پر موجود تھے، دونوں نے اِس موقع پر انتہائی خوشی و مسرت کا اِظہار فرمایا۔

مغرب کی نماز قیام گاہ ڈیسنٹ گیسٹ ہاؤس میں اَدا کی اَور رات کا قیام بھی یہیں ہوا۔ اگلے روز دوپہر گیارہ بجے کے قریب حضرت صاحب مدرسہ حمادیہ مظہر العلوم کے مہتمم مولانا مراد صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے جہاں اُن کے بڑے بیٹے مولانا محمد راشد صاحب سے معلوم ہوا کہ وہ سفر پر تشریف لے گئے ہیں لیکن مولانا راشد صاحب نے ضیافت کرنا چاہی مولانا راشد صاحب کے اصرار پر حضرت نے بعد نمازِ عصر کا وقت دیا چونکہ نکاح اللہ والی مسجد میں منعقد ہونا تھا اِس لیے حضرت نے جمعہ کی نماز اللہ والی مسجد میں ادا کی، بعد نمازِ جمعہ نکاح میں شرکت کی۔ اَمروٹ شریف کے سجادہ نشین جناب سیّد سراج احمد شاہ صاحب مدظلہم بھی حضرت صاحب کی سکھر میں تشریف آوری پر اَمروٹ شریف سے روانہ ہو چکے تھے، بعد نمازِ عصر تشریف لے آئے، حضرت سے ملاقات کی اسی دوران مولانا راشد صاحب بھی پہنچ گئے اَور دونوں حضرات کو اپنے مدرسہ لے گئے۔

سکھر شہر میں جمعیت علماءِ اِسلام کے کارکن حضرت صاحب سے ملاقات کے لیے مدرسہ ہذا میں آ چکے تھے جن میں مولانا عارف الحسنی صاحب مولانا محمد صالح اَنڈر جنرل سیکٹری بنو عاقل، مولانا اَردھی بخش صاحب، مولانا عبدالعزیز صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت کے سامنے سکھر شہر میں جمعیت علماءِ اسلام کے کام کی کارگزاری بیان کی کام میں تیزی اَور اچھی کارگردگی کو سن کر حضرت نے خوشی اَور اطمینان کا اظہار فرمایا۔ مولانا مراد صاحب نے حضرت صاحب کی تشریف آوری پر اُن کا دِلی شکریہ اَدا کیا۔ بعد نمازِ مغرب کچھ دیر بیٹھ کر حضرت نے اپنے میزبانوں سے اجازت چاہی۔ حضرت سیّد سراج احمد صاحب مدظلہم نے راستہ خراب ہونے کے وجہ سے حضرت سے اجازت چاہی، حضرت نے بخوشی رُخصت کیا۔ رات دس بجے کے قریب شادی کی تقریب میں شرکت کی۔ شمسی صاحبان کے اصرار پر حضرت صاحب نے اِسلام کی دیگر اَدیان پر برتری کے موضوع پر مختصر بیان فرمایا، بعد اَزاں رات گئے بذریعہ تیز گام اَوکاڑہ کے لیے واپسی ہوئی۔

دوپہر ایک بجے کے قریب اَوکاڑہ اسٹیشن پہنچے جہاں قاری محمود انور صاحب اَور مولانا محمد مدنی صاحب نے حضرت کا استقبال کیا اَور جامع مسجد عثمان غنی رضی اللہ عنہ لے گئے۔ ظہر کی نماز اَدا کرنے کے بعد کھانا تناول فرما کر کچھ دیر کے لیے آرام فرمایا۔ عصر سے لے کر عشاء تک کا وقت ہمارے پاس موجود تھا۔ قاری محمود اَنور

صاحب نے حضرت صاحب سے استفادہ کے لیے مختلف مقامات پر بیان کروانے کے لیے لے گئے۔ بعد اَزاں پُل والی مسجد میں نمازِ عصر اَدا کی۔ نمازِ عصر کے بعد مفتی عبداللہ صاحب کے اصرار پر لوگوں کے سامنے سورۃ عصر کی ایک ایک آیت پر مدلل اَور جامع بیان فرمایا۔ اِس دوران مولانا سیّد امیر حسین شاہ صاحب گیلانیؒ کے بڑے صاحبزادے اَحسان الحق شاہ صاحب حضرت کی آمد کی خبر سن کر پہنچ گئے۔ احسان الحق شاہ صاحب حضرت کو اپنی گاڑی میں اپنے مدرسہ جامعہ مدنیہ لے گئے جہاں بعد نمازِ مغرب حضرت نے مسجد میں موجود لوگوں کے سامنے مختصر بیان فرمایا، گول چوک مسجد کے خطیب قاری سعید صاحب نے حضرت سے ملاقات کی بیان کے بعد جامعہ محمودیہ عیدگاہ تشریف لے گئے۔

جامعہ بیت الصالحات للبنات کے مہتمم حاجی جاوید اقبال صاحب دُعاءِ خیر کے لیے اپنے مدرسہ لے گئے جہاں حضرت نے مدرسہ کی تعمیر و ترقی کے لیے دُعا کی۔ بعد نمازِ عشاء مدرسہ کے طلباء کو والدین کے حقوق کے بارے میں ترغیب دی۔ بعد اَزاں قاری سعید صاحب کے اصرار پر چند منٹ کے لیے گول چوک جامع مسجد عثمانی تشریف لے گئے۔ بچوں سے والدین کے حقوق کے بارے میں چند بات کیں۔

رات نو بجے حضرت صاحب جامعہ مسجد فاروقیہ صدر پورہ کے جلسہ گاہ پہنچے جہاں ختمِ نبوت کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے مرزا غلام احمد دجال کے فتنوں کے بارے میں آگاہ کیا، بیان کے بعد ختمِ نبوت والوں کی طرف سے کھانے کی دعوت تھی۔ حضرت کھانا تناول فرما کر واپس رائیونڈ کے لیے روانہ ہوئے اور رات ایک بجے بخیریت گھر پہنچے، والحمد للہ۔

۞ ۞ ۞

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں۔ (ادارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)